ترجمانِ اسلام

نگرانِ اعلیٰ مفتی محمود

21/32

طاقت ہاتھ پاؤں باندھ سکتی ہے دلوں کی دنیا نہیں بدل سکتی

بارش سے متاثرین کی بھرپور امداد کی جائے۔
مفتی محمود

جنرل چشتی وضاحت کریں۔

ہم
عظیم
سوداگر
ہیں

دل سے بل تک (تلخ و شیریں)، عالمِ اسلام کے لئے ایک چیلنج
مناقبہ در شان سید الشہداء حضرت امیر حمزہؓ، شہر شہر سے
طلباء کی سرگرمیاں، ایڈیٹر کے نام خطوط وغیرہ وغیرہ

۱۱ اگست تا ۱۷ اگست ۱۹۷۸ء — ج ۲۱ ش ۳۲

قیمت: ایک روپیہ



جذبۂ شوقِ شہادت ہے کمالِ حمزہؓ

مناقبہ درشانِ سید الشہداء حضرت امیر حمزہؓ

بمعہ ۲۱ جولائی سنہ ۹۰ء بوقت ساڑھے چار بجے دن بزمِ ارتقائے ادب رجسٹرڈ کے زیر اہتمام مناقبہ ہذا منعقد ہوا ذیل میں موصولہ کلام کے اقتباسات پیش کئے جاتے ہیں ترتیبِ شعراء بلحاظ حروفِ تہجی ہے۔ —— صفدر گنوری

جناب احمد علی صاحب اثر ہاپوڑی سرپرست بزم ہذا

مرحبا جذبۂ ... جمالِ حمزہؓ
آئینہ دارِ نبوت ہے کمالِ حمزہؓ

یوں تو لاکھوں ہیں شہیدانِ وفا دنیا میں
اُن شہیدوں میں نہیں کوئی مثالِ حمزہؓ

دیکھ کر رحمتِ باری نے بلائیں لے لیں
جب ہوا جنگ کے میداں میں وصالِ حمزہؓ

جناب حکیم اختر صاحب سنبھلی

وجہِ تسکینِ دل و جاں ہے خیالِ حمزہؓ
سلمو صلِ علیٰ حسنِ جمالِ حمزہؓ

دیکھ کر دشمنِ دیں لرزہ براندام ہوئے
تھا ہویدا رخِ روشن سے جلالِ حمزہؓ

آج پھر کفر کی یلغار ہوئی ہے ہر سو
آج پھر تیری ضرورت ہے جلالِ حمزہؓ

جناب اشفاق صاحب میرٹھی

ہر بہادر میں ہے کچھ عکس جلالِ حمزہؓ
جذبۂ شوقِ شہادت ہے کمالِ حمزہؓ

یوں تو جانباز و بہادر ہیں صحابہؓ سارے
اسد اللہ - کوئی ہے نہ مثالِ حمزہؓ

ان کے کردار میں ہے رحمتِ عالم کی جھلک
جلوۂ شاہؐ ہے اشفاق خصالِ حمزہؓ

جناب شفیع اعجاز صاحب

غلبۂ دینِ محمدؐ کی تمنا ہے اگر
سامنے رکھئے بہر حال جلالِ حمزہؓ

قتلِ کفار کے سردار ہوئے بدر میں جب
شاہؐ نے فرمایا کہ دیکھو تو کمالِ حمزہؓ

سرخروئی کی سند حق سے ملی ہے اعجاز
اور رنج و غم سمجھتے ہیں قتالِ حمزہؓ

جناب الطاف صاحب احسانی

تابعِ عشقِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہے جلالِ حمزہؓ
جذبۂ شوقِ شہادت ہے کمالِ حمزہؓ

جھک گیا مثلِ کماں ایسی لگی ضربِ کماں
بوجہل لا نہ سکا تابِ جلالِ حمزہؓ

سرورِ دیں کی محبت کا خلاصہ یہ ہے
نہ ہوا دور کبھی دل سے ملالِ حمزہؓ

جناب برگ یوسفی صاحب فتحپوری

آج جبرئیل کے پر بھی تو کٹے جاتے ہیں
بن گیا قہرِ خداوند جلالِ حمزہؓ

صاحبِ سیفِ زباں صاحبِ شمشیر و سناں
دہر میں قولِ پیمبر ہے مقالِ حمزہؓ

دل کی محفل میں چراغاں ہے تصور سے ترے
برگ پروانہ ہے اے شمعِ جمالِ حمزہؓ

جناب بابر صاحب احسانی

دیکھ کر دنگ ہیں سب جاہ جلالِ حمزہؓ
سارے عالم میں نہیں کوئی مثالِ حمزہؓ

خطۂ پاک کو کفار سے ہم پاک کریں
ہم میں ہو گر صفتِ جنگ و جدالِ حمزہؓ

سرورِ دیں کی اطاعت کا ملا انکو صلہ
حق کا انعام ہے بابر یہ جمالِ حمزہؓ

جناب طراز تشنہ صاحب

اتنا معروف ہے دنیا میں وصالِ حمزہؓ
احد کا سال کہو یا کہو سالِ حمزہؓ

سید الشہداء ہی تقدیر ان کی تھا لکھا
عین فطرت کے مطابق ہے مآلِ حمزہؓ

بزمِ تخیل کو حمزہؓ سے سجا لے تشنہ
روح کو راحتیں دیتا ہے خیالِ حمزہؓ

جناب حضرت مولانا دانش بندی صاحب (صدر مشاعرہ)

دے رہا ہے یہ صدا حسنِ مآلِ حمزہؓ
جوششِ تکبیر ہے شمشیرِ جلالِ حمزہؓ

عالمِ کفر ہے مقتولِ قتالِ حمزہؓ

نازبردارِ شہادت تھا خیالِ حمزہؓ
آج تکمیل کو پہنچا ہے سوالِ حمزہؓ

ہو گیا خالقِ اکبر سے وصالِ حمزہؓ

حضرت ضیاء سالک عزیزی صاحب عزیز آباد حیدرآباد

رحمتِ خاصِ الٰہی ہے کمالِ حمزہؓ
کوئی ملتی نہیں دنیا میں مثالِ حمزہؓ

بوجہل کی ہو خباثت کہ عمرؓ کی آمد
پیکرِ حق و صداقت ہے جلالِ حمزہؓ

ایک پیکر میں نظر آتے ہیں ایثار و شعور
جب کبھی سالک مجھے آتا ہے خیالِ حمزہؓ

جناب قاضی شفیع صاحب برہانپوری

نور سے مل کے ہوا نور جمالِ حمزہؓ
منسلک عشقِ نبی سے ہے مآلِ حمزہؓ

وہ ہیں سردار شہیدوں کے شہیدِ اعظمؓ
جذبۂ شوقِ شہادت ہے کمالِ حمزہؓ

خدمتِ دیں میں شجاعت میں شہادت میں شفیع
ساری دنیا میں نہیں کوئی مثالِ حمزہؓ

جناب شوکت علی خاں شوق صاحب بدایونی

حسنِ اخلاق و مروت تھا خصالِ حمزہؓ
رفعِ دانائی تھا کس درجہ خیالِ حمزہؓ

احد کی جنگ میں مارے گئے کچھ بھاگ گئے
دیکھ کر تنگ تھے کفار جلالِ حمزہؓ



جلد نمبر ۲۱ شمارہ نمبر ۳۲

جمعۃ المبارک ۱۱ اگست ۷۸ء ۵ رمضان المبارک ۹۸ھ

سرپرست
مولانا عبید اللہ انور

مدیر
اکرام القادری

مدیر معاون
عمیر الہاشمی

بدل اشتراک
سالانہ
۴۵ —— روپے
ششماہی
۲۳ —— روپے
سہ ماہی —— ۵۰/۱۱ روپے

فی پرچہ
ایک روپیہ

[illegible] کے از مطبوعات
جمعیۃ علماء اسلام پاکستان



سویلین حکومت کی ذمہ داری

طویل مذاکرات کے بعد بالآخر مارشل لاء حکومت اور پاکستان قومی اتحاد میں سمجھوتہ ہوگیا۔ حکومت نے قومی اتحاد کی تقریباً تمام شرائط تسلیم کرلیں اور قومی اتحاد کاروبار حکومت میں شمولیت پر رضامند ہوگیا۔ قومی اتحاد کی طرف سے جو بنیادی شرط پیش کی گئی تھی وہ یہ تھی کہ حکومت بااختیار اور بامقصد ہونی چاہیئے۔ حکومت نے کافی غور و خوض کے بعد اس بنیادی شرط کو تسلیم کرلیا اور دیگر شرائط پر بھی معاملہ تقریباً طے ہوگیا۔ اس سمجھوتے کی روشنی میں آئندہ دو ہفتے تک سویلین حکومت قائم ہوجائے گی۔ اس سے قبل چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق اور قومی اتحاد کے رہنماؤں میں ایک اور ملاقات ہوگی جس میں باقی جزئیات بھی طے کرلی جائیں گی۔

بظاہر ایسا لگتا ہے کہ قومی اتحاد اور حکومت آخری مرحلے سے بھی خوش اسلوبی سے گذر جائیں گے اور عوام جس کرب اور بے اطمینانی میں مسلسل مبتلا چلے آرہے ہیں وہ ختم ہوجائے گی۔

بعض حلقوں کی طرف سے سویلین حکومت کے قیام کے سلسلہ میں ان خدشات کا اظہار کیا جاتا رہا ہے اور اب بھی کیا جارہا ہے کہ اس طرح سے مارشل لاء کی رسی دراز ہونے اور انتخابات میں بہت زیادہ تاخیر ہونے کا امکان ہے لیکن اگر حکومت اور قومی اتحاد ان شرائط کو خلوص دل اور نیک نیتی سے بروئے کار لانے کی کوشش کریں جن پر مذاکرات کے نتیجہ میں اتفاق رائے ہوگیا ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ان خدشات کو حقیقی خدشات قرار دیا جاسکے۔

سویلین حکومت قائم ہونے کے بعد اگر سیاسی سرگرمیوں پر سے پابندیاں نرم کردی جاتی ہیں، انتخابات کی منزل قریب کرنے کے لئے کوشش تیز تر کردی جاتی ہیں اور احتساب کی موجودہ سست رفتاری کو ختم کردیا جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ملک جمہوریت کی راہ پر جلد گامزن ہوسکتا ہے اور اس نازک اور بحرانی دور سے قوم کو نجات دلائی جاسکتی ہے۔

کابینہ کی تشکیل کا مسئلہ بھی اس سلسلے میں خاصا رول ادا کرسکتا ہے۔ کابینہ میں ایسے افراد شامل کئے جانے چاہئیں جن کا ماضی بے داغ ہو اور جو اپنے اندر ملک و قوم کی خدمت کا بے پناہ جذبہ رکھتے ہوں۔ ایسے موقعوں پر عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ اہلیت کی بنیاد پر وزراء کا تقرر ہوگا۔ یہ بہت ہی خوبصورت جملہ ہے مگر سوال یہ ہے کہ اہلیت کا بھی تو تعین ہونا چاہیئے کہ اہلیت کہتے کسے ہیں؟

گذشتہ تیس سال کے طویل تجربے کی بنیاد پر کہا جاسکتا ہے کہ ہمارے یہاں اہلیت کا نام معیار زندگی کی بلندی کو دیا جاتا رہا ہے جس کے پاس بنگلہ، کار، زمین اور کارخانہ ہے وہ اہل ہے اور باقی سب نااہل۔ جبکہ اہلیت کا تعلق معیار زندگی کی بجائے معیار انسانیت سے ہے۔ اگر ہم معیار انسانیت کی بلندی کو اہلیت کی بنیاد قرار دے لیں تو ہمارے بہت سے پیچیدہ مسائل حل ہوسکتے ہیں۔

دیانت داری، اصول پسندی، حب الوطنی اور جذبۂ خدمت خلق کی ترازو میں تول کر افراد کو ذمہ داریاں سپرد کرنی چاہئیں اور اس بات کا بھی خاص طور سے خیال رکھنا چاہیئے کہ کون کس کام کا اہل ہے۔ جس شخص کو جس فیلڈ میں تجربہ اور درک ہو اسے وہی کام تفویض ہونا چاہیئے ورنہ تو وہی گل کھلیں گے جو پیپلز پارٹی کے دور میں بھٹو صاحب کی غلط بخشیوں کی وجہ سے کھلتے رہے ہیں۔

یہ بھی معیار نہیں ہونا چاہیئے کہ چونکہ فلاں شخص پہلے بھی کسی دور میں وزارت کے منصب پر فائز رہا ہے لہذا ایک مرتبہ پھر ایک عدد وزارت بخش دی جائے۔ اس سلسلے میں گذشتہ کارکردگی کی روشنی میں دیکھا جا سکتا ہے اور پرکھا جا سکتا ہے کہ آں موصوف نے قوم و ملک کی پہلے کیا خدمت کی ہے۔ اگر چھان پھٹک کے بعد یہ ثابت ہو جائے کہ فلاں شخص واقعی مخلص اور دیانتدار ہے تو ایسے شخص کو کسی بھی منصب پر فائز کرنا ملک و قوم کیلئے سود مند ثابت ہوگا۔

اس سلسلے میں پاکستان قومی اتحاد کی ذمہ داری بہت زیادہ ہے۔ قوم کو قومی اتحاد کے وہ تمام وعدے ابھی تک یاد ہیں جو اس نے گذشتہ الیکشن مہم اور اس کے بعد تحریک میں عوام سے کیے تھے۔ لوگ اب قومی اتحاد کے رہنماؤں کی ایک ایک حرکت پر کڑی نظر رکھے ہوئے ہیں۔ خاص طور پر وہ لوگ جنہوں نے ان رہنماؤں کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے تحریک نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور بحالیٔ جمہوریت کے دوران اپنا سب کچھ قربان کرنے سے بھی دریغ نہیں کیا۔ وہ گھرانے آج بھی موجود ہیں جن کے نور نظر اور لخت ہائے دل خاک و خون میں تڑپے اور جوان سے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئے۔ انہوں نے یہ سب سے بڑی قربانی اس لئے دی تھی کہ یہاں وہ نظام رائج ہو جائے جس کیلئے یہ ملک معرض وجود میں آیا تھا۔ اس نظام عدل کے جاری و ساری ہونے کے بعد دنیا و آخرت کی بھلائیاں حاصل ہو سکتی ہیں۔ اب یہ قومی اتحاد کے رہنماؤں کی آزمائش ہے کہ وہ نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے رائج کرنے میں کہاں تک کامیاب ہوتے ہیں جبکہ موجودہ حکومت بھی بار بار یہ دعویٰ کرتی رہتی ہے کہ وہ نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کی منزل کو قریب کرنے کے لئے کام کر رہی ہے۔ اس ضمن میں اگر یہ کہا جائے کہ نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کے سلسلہ میں ان لوگوں کی خدمات کو ترجیح اور اولیت دی جائے جو اسکے اہل ہیں اور جن کی زندگیاں اسلامی نظام کی زندہ تصویریں ہیں تو بے جا نہ ہوگا۔ اسلام کی خدمت اور اسلامی نظام کے نفاذ کی منزل کو اگر قریب کرنے کا ارادہ واقعی دل کی گہرائیوں سے اٹھ رہا ہے تو پھر ان لوگوں کو آگے آنے کا موقع دینا چاہیئے جو اس نظام کے عملی تقاضوں سے بخوبی آشنا...ہوں۔

آنے والی حکومت کو موجودہ مہنگائی، معاشرتی ابتری اور بے راہروی کے انسداد کی طرف بھی توجہ دینا ہوگی ورنہ تو جو صورت حال ہے اگر یہ کچھ عرصہ مزید برقرار رہی تو ہمارے ملک کے باسی نہ صرف اپنے ملک کے حکمرانوں ہی کے مقابلے میں جھنجھلا اٹھیں گے بلکہ خود ملک سے ہی نفرت کرنے لگیں گے۔ پاکستانیوں کا ملک چھوڑ کر باہر جانے کا بڑھتا ہوا رجحان اسی سلسلے کی کڑی ہے ورنہ تو ہر شخص باہر کی ساری پر گھر کی آدھی کو ترجیح دیتا ہے لیکن جب آدھی چھوڑ پاؤ بھی دستیاب نہ ہو تو پھر یہی ہوگا کہ ملک خدا تنگ نیست۔

آخر میں ہم عرض کریں گے کہ جس طرح سے حکومت اور قومی اتحاد نے اب تک افہام و تفہیم سے کام لے کر باہمی تعاون کی راہیں استوار کی ہیں وہ آخری مرحلے پر بھی قوم کو مایوس نہیں ہونے دیں گے اور تشکیل حکومت کے بعد ملک اور قوم کے مستقبل کو سنوارنے کی شب و روز کوشش کریں گے۔

اعلانات کے بعد نگرانی بھی چاہیئے۔

ذخیرہ اندوزوں اور ناجائز منافع خوروں کے خلاف کارروائی کے لئے خصوصی ٹیمیں بنائی جائیں گی۔ رمضان المبارک کے دوران روزمرہ ضرورت کی چیزوں پر کڑی نظر رکھنے کی ہدایت کر دی گئی ہے۔ روزے کے اوقات میں سرعام کھانے پینے اور تمباکو نوشی کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ سینماؤں میں افطار سے تراویح تک کوئی شو نہیں ہوگا۔ ریڈیو اور ٹیلیویژن کے پروگراموں میں شائستگی کو ملحوظ رکھا جائے گا۔ بناسپتی گھی کی بجٹ سے پہلے کی قیمت بحال کر دی گئی۔ رمضان المبارک کے دوران چینی کا کوٹہ دگنا کر دیا گیا۔

یہ ہیں وہ اعلانات جو چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق نے رمضان المبارک کے آغاز پر کی جانے والی تقریر میں کئے۔

جہاں تک ان اعلانات کی افادیت اور اہمیت کا تعلق ہے تو اس میں کوئی شک نہیں لیکن اصل بات ہے ان پر عمل کرانا۔ ہمارے یہاں عموماً یہ ہوتا رہا ہے کہ نہایت ہی خوش آئند قسم کے اعلانات کر دیئے جاتے ہیں اور ان پر عمل درآمد کے لئے کچھ خصوصی ٹیمیں بھی مقرر کر دی جاتی ہیں مگر صورت حال جوں کی توں رہتی ہے اور ان اعلانات کے بعد آنے والی جس تبدیلی کا امکان ہوتا ہے وہ غائب ہو جاتی ہے۔

آخر ایسا کیوں ہوتا ہے؟ اس سوال پر حکومت کو ٹھنڈے دل سے سوچنا اور غور کرنا چاہیئے۔ ہمارے نزدیک اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ خصوصی ٹیموں میں ایسے افراد نہیں شامل کئے جاتے جو ذاتی مفاد پر قومی مفاد کو ہر حال میں ترجیح دیں اور اپنی بڑی سے بڑی منفعت کو قوم کے چھوٹے سے چھوٹے مفاد پر قربان کر دیں۔

اگر اس سلسلے میں چھان بین کی زحمت گوارا کر کے ٹیمیں سیٹ کی جائیں تو بہت حد تک "اعلانات" پر عملدرآمد ہو سکتا ہے۔ دوسرے یہ کہ رشوت کی گرم بازاری کے اس دور میں کسی ٹیم یا فرد سے متعلق خوش فہمی مثبت نتائج برآمد نہیں کرتی اور ہوتا یہ ہے کہ ایسے موقعوں پر قومی مفاد ذاتی مفاد کی بھینٹ چڑھ جاتا ہے۔

بڑے بڑے ذخیرہ اندوزوں اور بڑے [illegible] کی بجائے

تلخ و شیریں

امجد علی شاکر ایم اے



دل سے بل تک

ہمارے ہومیو پیتھک دوست کی صحبت کا ہم پر یہ اثر ہوا ہے کہ ہم جب بھی بور موڈ میں ہوں تو اخبار پڑھنے لگتے ہیں ۔ چنانچہ ہم نے آج بھی اپنی اسی عادت سے مجبور ہو کر اخبار پڑھا ۔ خبریں تقریباً وہی تھیں صرف الفاظ نئے تھے ' اس لئے آگے چلیئے ۔ رہا اداریہ تو ہم ہمیشہ سانپ ' اداریہ ' بجلی اور حکمران سے ڈرتے رہتے ہیں اس لئے اسے ہاتھ نہ لگایا ۔ بالآخر قارئین کے خطوط تک نوبت جا پہنچی ۔ شاہدرہ ٹاؤن لاہور سے ایک صاحب کا خط تھا جس کا عنوان تھا " مقبرہ جہانگیر ٹکٹ کی نئی شرح " اس خط کو ہم نے پڑھنا شروع کر دیا ۔ اس میں کوئی خاص بات نہیں تھی بالکل عام فہم سی باتیں تھیں یعنی بھٹو دور میں جہانگیر کے مقبرے پر پہلے ٹکٹ ختم کر دیا گیا اس کے بعد عائد کر دیا گیا ۔ ایسے اور بھی بہت سے کارنامے بھٹو دور حکومت کی تاریخ میں مرقوم ہیں ۔ بھٹو صاحب کے دور میں صرف تغیر کے علاوہ کسی دوسری چیز کو ثبات نہ تھا ۔

؎ ثبات اک تغیر کو ہے زمانے میں

انہوں نے آنکھیں پھیرنے میں طوطے کو مات کر دیا ۔ رنگ بدلنے میں گرگٹ کو شاہ مات دی ۔ کپڑے ، جوتے اور بیانات کے علاوہ دن رات وزیر بدلے ۔ سفیر بدلے ' نئے نئے گورنروں سے لطف اندوز ہوئے ۔ نئے نئے لیڈروں سے محظوظ ہوئے ، نئے نئے عہدیداروں سے استفادہ کیا ۔ نئے نئے ملکوں کی سیر کی ۔ بہر حال بھٹو دور ورائٹی کی تشریح کا دور تھا ۔

اس اجمال کی مزید تفصیل یہ تھی کہ پہلے شرح ٹکٹ چار آنے تھی ۔ بعد میں وہ ٹکٹ دوبارہ لگا دیا گیا ۔ اب حال ہی میں وہ ٹکٹ دو روپے کر دیا گیا ۔ گویا ایک شہنشاہ کو فاتحہ بخشنا بھی ہو تو دو روپے دے کر ۔ شاہنشاہوں کا رواج ہی ایسا ہے کیونکہ وہ زکوٰۃ بھی ٹیکس کے نام پر وصول کرتے ہیں ۔ ان کے آتے آتے خیرات کا نام بھی خراج ہو جاتا ہے اور ان تک پہنچنے کے لئے بھی وسائل کی ضرورت ہے ۔ اسی لئے تو ساحر لدھیانوی تاج محل کو گوارا نہ کر سکا اور کرب سے پکار اٹھا

؎ اک شہنشاہ نے دولت کا سہارا لیکر
ہم غریبوں کی محبت کا اڑایا ہے مذاق

شاہنشاہوں کی ہر بات میں تکلف ہے وہ دنیا کو دیکھتے ہیں تو جام جم کی معرفت کہ جس کا بدل دنیا میں نہ مل سکے ۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ جھوٹ ہی بولتا ہو ۔ ایک ہم ہیں کہ جام سفال میں پڑے ہوئے پانی کے ایک قطرے میں دجلہ دیکھنے کی خواہش رکھتے ہیں اسی لئے غالب نے کہا تھا

؎ اور لے آئیں گے بازار سے گر ٹوٹ گیا
جام جم سے یہ مرا جام سفال اچھا ہے

اس خط میں اور بات یہ تھی کہ آصف جاہ کا مقبرہ ہمیشہ بند رکھا جاتا ہے تو بات وہی ہے کہ کب دنیاوی شاہوں کے دروازے عام لوگوں پر کھلے تھے جو اب کھلیں ۔ ہم نے کوچہ و بازار میں رسوا ہونے والی مخلوق کو امیدوار کہیں جیسے کو اپنے سامنے دست بستہ عرض معروض کرتے دیکھا ہے ۔ ہم نے دیکھا کہ ایک الیکشن میں صوبائی اسمبلی کے ایک امیدوار ہم لوگوں سے بہت محبت کرتے تھے اور ہر دوسرے چوتھے روز ہمیں ملنے کے لئے تشریف لے آتے تھے ۔ وہ خود حیران تھے کہ انہیں ہم سے کسقدر شدید محبت ہو گئی ہے کہ وہ ہم سے ملے بغیر رہ نہیں سکتے ۔ اس کی وجہ ہم جانتے تھے لیکن ان کے منہ پر بیان نہ کر سکے کیونکہ ان کی کامیابی یقینی نظر آتی تھی تھوڑے دنوں بعد اپنی قوت بازو کے سہارے اور اپنی مدد آپ کے تحت وہ ایم ۔ پی ۔ اے ہو گئے ۔ اس کے بعد ہم نے ان کی شکل نہ دیکھی اخبارات میں اشتہارات پڑھتے کہ ان کے بارے میں ان کے اقربا ضرور تلاش گمشدہ کا اشتہار دیں گے لیکن ہم ایسا اشتہار نہ دیکھ سکے ۔ عوام نے جلوسوں سے الیکشن کو رد کر دیا تو ان دنوں ہم نے ان ایم پی اے کو جسے الیکشن سے قبل ہم سے محبت ہو گئی تھی ایک خط میں یہ شعر لکھا :۔

میں نے بھیجا تجھے ایوان حکومت میں مگر
اب تو برسوں ترا دیدار نہیں ہو سکتا

نہ جانے ہم نے قبولیت کے کس لمحے میں یہ خط لکھا کہ صرف دو ماہ بعد وہ صاحب ہم سے ملنے تشریف لے آئے ۔ اب بھی انہیں ہم سے وہی شدید محبت تھی بلکہ اب تو ذرا شدید تر قسم کی محبت تھی ۔ سابقہ دور میں نہ ملنے کو انہوں نے ایک شعر میں گول کر دیا تھا

؎ گو میں رہا رہین ستم ہائے روزگار
لیکن ترے خیال سے غافل نہیں رہا

ان صاحب کو ہم سے بہت شدید محبت تھی ۔ وہ ہمیں ہر وقت اپنے ساتھ رکھنا چاہتے تھے ۔ قارئین کرام زیادہ معمے بجھوانا درست نہیں دراصل بات یہ تھی کہ اب ذرا الیکشن مہم درپیش تھی جس میں انہیں ہماری کیا کسی بھی ووٹر کی جدائی گوارا نہ ہو سکتی تھی ۔ ہاں تو بات ہو رہی تھی کہ آصف جاہ کا مقبرہ بند ہے ۔ ہم نے کئی زندہ حکمرانوں کے مقبرے بند دیکھے ہیں ۔ یہ صاحب مردہ حکمرانوں کے مقبرے کے بند ہونے پر اعتراض کرتے ہیں ۔ باقی ۲۲ پر

ابوعمار زاہد الراشدی

مروجہ تعلیمی نظام نوآبادیاتی دور کی یادگار ہے

روزنامہ جنگ راولپنڈی نے ۲۹ جولائی کے شمارہ میں پی۔ پی۔ آئی کے حوالہ سے یہ خبر شائع کی ہے کہ حکومت نے چھٹی جماعت سے دسویں جماعت تک طلبہ کے نصاب میں تبدیلی کا فیصلہ کیا ہے اور اس مقصد کے لئے پاکستان کے ۱۸۰ ماہر اساتذہ تین برطانوی ماہرین کی سرکردگی میں پاکستان کی شہری و دیہی زندگی کا جائزہ لے رہے ہیں۔

جہاں تک تعلیمی نصاب میں تبدیلی کا تعلق ہے اس کی ضرورت سے انکار نہیں کیا جا سکتا اور ہم کافی عرصہ سے اس امر پر زور دے رہے ہیں کہ پورے نظام تعلیم اور تعلیمی نصاب کا ازسرنو جائزہ لے کر قومی و دینی ضروریات کی بنیاد پر اس میں انقلابی اور دوررس تبدیلیاں کی جائیں کیونکہ مروجہ تعلیمی نظام اور نصاب نوآبادیاتی دور کی یادگار ہے جسے بدیشی آقاؤں نے اپنی مخصوص مصلحتوں اور ضروریات کے سانچہ میں ڈھالا تھا اور جس کے پیچھے فرنگی ماہر تعلیم لارڈ میکالے کا یہ فلسفہ کارفرما تھا کہ اس نظام میں تربیت پانے والا نوجوان رنگ و نسل کے لحاظ سے ہندوستانی اور ذہن و فکر کے لحاظ سے انگریز ہے۔ چنانچہ اس نظام تعلیم نے فرنگی کو اس کا نظام چلانے اور اقتدار مستحکم رکھنے والی مشینری کے کل پرزے فراہم کرنے کے سوا کچھ نہیں کیا اور یہی کل پرزے آج بیوروکریسی کی صورت میں ملک میں ہر اصلاح اور تبدیلی کی راہ میں سد سکندری کا رول ادا کر رہے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ تعلیمی نظام اور نصاب میں تبدیلی کی جب بھی کوئی تحریک یا خبر سامنے آتی ہے ہم اس میں قومی نقطۂ نظر سے اطمینان و خوشگواری کا پہلو تلاش کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور زیر نظر خبر کو بھی پہلے ہم نے اسی نقطۂ نظر سے دیکھا لیکن تعلیمی نصاب میں تبدیلی کے لئے برطانوی ماہرین کو سات سمندر پار سے تشریف آوری کی زحمت دینے کی خبر نے ان تمام توقعات پر پانی پھیر دیا جو تعلیمی نصاب میں تبدیلی کی خبر سے کسی قومی ذہن رکھنے والے شہری کے ذہن میں ابھر سکتی ہیں۔ سوال یہ ہے کہ پاکستان کے نصاب تعلیم کے ساتھ برطانوی ماہرین تعلیم کا کیا رشتہ ہے؟ اور کون سی قدر مشترک ہے؟ کیا برطانوی ماہرین تعلیم کے عطا فرمودہ نظام تعلیم کے لگائے ہوئے پہلے چرکے کچھ کم ہیں کہ قومی جسم کے لئے نئے چرکوں کا اہتمام کیا جا رہا ہے۔

تکلف برطرف! برطانوی ماہرین سے ہمارے ملک کے بیوروکریٹس کو خیر کی کوئی توقع ہو تو ہو اس ملک کے غریب عوام کو جو دو صد سال تک فرنگی سامراج کے مظالم کا شکار رہے ہیں برطانوی ماہرین سے کسی انصاف، خیر اور بھلائی کی توقع نہیں اور ہم محکمہ تعلیم کے اس اقدام کو کم از کم الفاظ میں احساس کہتری اور نوآبادیاتی ذہنیت کا آئینہ دار ہی کہہ سکتے ہیں اور لطف کی بات یہ ہے کہ یہ اقدام پاکستان کے سب سے بڑے شہر کراچی میں منعقد ہونے والی ایشیائی اسلامی کانفرنس کے بعد سامنے آیا ہے جس کانفرنس میں شرکت کرنے والے ایشیا بھر کے مسلم زعماء نے متفقہ قراردادوں کے ذریعہ قرآن و سنت کی تعلیم کو عام کرنے، مخلوط تعلیم کو ختم کرنے اور نوجوانوں کی اخلاقی تربیت کے لئے دیندار اور باعمل اساتذہ کی ضرورت پر زور دیا ہے۔

ہم محکمہ تعلیم کے ارباب بست و کشاد سے گذارش کریں گے کہ اس روش پر نظر ثانی فرمائیں ملک میں تعلیمی ماہرین کی کمی نہیں اور اگر آپ کو بہت زیادہ شوق ہے تو اسلامی ممالک کے ماہرین تعلیم کی خدمات سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔ تعلیم کے نصاب اور نظام میں تبدیلی ضرور کیجئے لیکن یہ تبدیلی قومی اور دینی ضروریات کی بنیاد پر اسلامی ماہرین تعلیم کی سوچ کے مطابق ہونی چاہیئے نہ کہ انہی برطانوی ماہرین کے ذریعے جن کے دیئے ہوئے تعلیمی نصاب و نظام کے اثرات خبیثہ ابھی تک پوری قوم کے لئے سوہان روح بنے ہوئے ہیں۔

میر کیا سادہ ہیں بیمار ہوئے جس کے سبب
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

جنرل چشتی وضاحت کریں!

وفاقی وزیر امور کشمیر لیفٹیننٹ جنرل فیض علی چشتی نے لندن میں پاکستانی باشندوں سے بات چیت کرتے ہوئے کہا ہے کہ "موجودہ حکومت ملائیت قائم کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتی اور" اسلامی مملکت میں ملائیت ہو ہی نہیں سکتی۔"

(بحوالہ جنگ کراچی یکم اگست ۷۸ء)

خدا جانے "ملا" بیچارے کے ساتھ ہمارے مہربانوں کو کیا کد ہے کہ جو بھی کرسی پر بیٹھتا ہے اس مظلوم کو رگیدے بغیر آگے نہیں بڑھتا۔ یہ ایک روایت بن گئی ہے جس پر ہر آنے والا سوچے سمجھے بغیر عمل کئے جا رہا ہے اور نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کا دعویٰ کرنے والی حکومت کے اہم ترین رکن جنرل چشتی صاحب بالقابہ کے لئے بھی اس روایت کو اپنائے بغیر کوئی چارہ نہیں رہا۔

ہم جنرل صاحب موصوف کو توجہ دلانا چاہیں گے کہ کیا "ملائیت" کی پھبتی کستے وقت اس کا کوئی مفہوم بھی ان کے ذہن میں تھا؟ معاف رکھنا! "ملا" کسی نسل یا طبقہ کا نام نہیں جو نسل یا وراثت کی بنیاد پر اقتدار اعلیٰ کا طالب ہے اور آپ لوگوں کو تسلی دلا رہے ہیں کہ آج کے ترقی یافتہ مہذب دور میں ان

باقی صفحہ ۱۵ پر

بارش کے متاثرین کی بھرپور امداد کی جائے

مفتی محمود

ملک کی تعمیر کے لئے جو منصوبے بنائے جاتے ہیں ادھورے رہتے ہیں

ملتان کو آفت زدہ قرار دے دیا جائے گا۔

۲۷ جولائی کا دن ملتان کے لئے بڑا اہم دن قرار دیا جا سکتا ہے۔ ایک تو آج بارش نہیں ہوئی جبکہ دو عشروں سے مسلسل بارش ہو رہی ہے۔ ملتان میں بارش کی سالانہ اوسط چھ انچ ہے، صرف ایک دن میں ساڑھے چار انچ بارش ہو گئی۔ تمام نشیبی علاقے پانی سے بھر گئے، کچے مکان گر گئے اور ایک قیامت سی برپا ہو گئی۔ ابھی لوگ سنبھل نہیں پائے تھے کہ اور بارش ہو گئی۔ تب سے روزانہ بارش کا معمول ہے۔ ملتان کا ہنستا کھیلتا شہر غم و اندوہ میں ڈوب کے رہ گیا ہے۔ بیس سے زیادہ اموات ہو چکی ہیں بستیوں کی بستیاں غرقاب ہو گئی ہیں۔ ہزاروں انسان گھر برباد ہو جانے کی وجہ سے کیمپوں میں پناہ گزیں ہیں۔

امدادی کاروائیاں:

ڈویژنل مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر نے بروقت اقدام کر کے لوگوں کی مؤثر امداد کی ہے اس طرح جانی اتلاف میں بھی کمی ہوئی ہے اور انتظامیہ کی کارکردگی بھی قدرے بہتر ہوئی ہے جنرل اعجاز عظیم خود بھی متاثرہ علاقوں کا دورہ کر چکے ہیں مگر آج جنرل سوار خان بھی ملتان آئے ہیں اور انہوں نے اپنی آنکھوں سے اس تباہی کو دیکھا جو دیکھتے دیکھتے بربادی کا باعث ہوئی ہے اور ہزار انسان بے گھر ہو گئے ہیں۔ جنرل سوار خان نے چند اہم فیصلے بھی کئے ہیں۔ ملتان شہر اور ضلع کے متاثرہ علاقوں کو آفت زدہ قرار دے کر

پیش کرے۔

پروگرام کے مطابق شیخ خضر حیات، مولوی عرفان اور انصاری، کرنل بشیر احمد مرزا ڈاکٹر خاور علی شاہ۔ حاجی شیخ خلیل احمد سید ولایت حسین گردیزی۔ شیخ عبدالمالک۔ میاں ظہور الحق۔ عقیل صدیقی اور شیخ محمد یعقوب ٹاؤن ہال نو بجے صبح پہنچے۔

جنرل سوار خاں دیر سے آئے اس لئے مہمانوں کے لئے رکھی ہوئی کرسیاں بھر چکی تھیں وفد کی آمد پر جنرل صاحب کھڑے ہوئے تو سب کو کھڑا ہونا پڑا۔ بیٹھنے کی گنجائش نہ تھی اس لئے تقریباً پندرہ منٹ تک سب کو کھڑے رہنا پڑا وفد کی قیادت شیخ خضر حیات ایڈووکیٹ نے کی۔

دوسری اہم مصروفیت آج کی یہ تھی کہ پاکستان قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود کراچی سے ملتان پہنچے۔ ہوائی اڈہ پر حاجی شیخ خلیل احمد۔ سید ولایت حسین گردیزی، شیخ عبدالمالک اور جمعیۃ علماء اسلام کے مقامی رہنماؤں اور کارکنوں نے مفتی صاحب کا خیر مقدم کیا۔

صد سالہ جشن:

مفتی محمود صاحب مدرسہ قاسم العلوم تشریف لائے تو یہاں دارالعلوم دیوبند کے مہتمم قاری محمد طیب صاحب اپنے رفقاء سمیت اس حیثیت سے امدادی پروگرام بنائے جائیں گے کہ کچھ تلافی ہو۔ جو اشخاص ہلاک ہوئے ہیں ان کے ورثا کو امداد دینے کا فیصلہ کیا ہے بیوہ خواتین اور یتیم بچوں کے لئے فیصلہ کیا ہے کہ ان کے مکان حکومت بنا کر دے گی۔ ایم ڈی اے جو بھاری خرچ سے کارپٹ سڑکیں بنا رہی ہے جو بار بار ٹوٹ چکی ہیں اور ہر روز کسی نہ کسی جگہ سے دب جانا ان کی عادت بن چکا ہے۔ اس کی جگہ سادہ سڑکیں بنائے جانے کا فیصلہ کیا ہے اس طرح دو کروڑ روپے جو اس فنڈ میں محفوظ پڑے ہیں متاثرین کی آباد کاری پر خرچ ہوں گے۔

سیوریج سسٹم کو مکمل کرنے کے لئے جو فنڈ صوبائی حکومت کے پاس ہے اسے فوری طور پر دیئے جانے کے احکام صادر کئے ہیں۔

کھڑے کھڑے ملاقات:

پاکستان قومی اتحاد کا ایک اجلاس غیر رسمی ہوا اس لئے کہ رسمی اجلاس تو ہو سکتا نہیں۔

اس اجلاس میں طے پایا کہ جنرل سوار خان کو ایک وفد ملے اور اپنی تجاویز تحریراً بھی پیش کرے۔

مفتی صاحب نے قاری صاحب سے تبادلۂ خیال کیا اور صد سالہ جشن دیوبند کے سلسلہ میں اپنی تجاویز پیش کی۔

موجود اخبار نویسوں سے بات کرتے ہوئے مفتی صاحب نے بتایا کہ جنرل صاحب سے بات پاکستان قومی اتحاد کے خط کی روشنی میں ہوئی

ہے۔ میں نے ایک مفصل رپورٹ لکھی ہے جو جنرل کونسل کے اجلاس منعقدہ ۳ اگست میں پیش کروں گا اور جو فیصلہ بھی جنرل کونسل کرے گی اس پر عمل ہوگا۔

ایک اہم فیصلہ:

مفتی صاحب آج ہی ڈیرہ اسماعیل خان تشریف لے جا رہے تھے۔ الوداع کہنے کبھی بہت سے کارکن آئے تھے۔ نمائندہ امروز سے بات کرتے ہوئے مفتی صاحب نے کہا کہ چوہدری ظہور الٰہی ملتان آ رہے ہیں۔ آپ ان سے دریافت کریں کہ جن باتوں کا تصفیہ ہو گیا تھا۔ اب جنرل صاحب نے اس پیشکش کو کیوں واپس لے لیا ہے؟

ایک سوال کے جواب میں مفتی صاحب نے کہا کہ حکومت میں شمولیت اور عدم شمولیت کا فیصلہ جنرل کونسل ہی کرے گی۔

امروز کے نمائندہ جناب سعید نے ضمنی سوال کیا کہ اس فیصلے میں مسلم لیگ بھی شامل ہوگی؟ مفتی صاحب نے مسکراتے ہوئے کہا کہ مسلم لیگ اتحاد کا حصہ ہے۔ جب وہ حصہ ہے تو اس فیصلہ میں وہ کیوں شامل نہیں ہوگی؟

البتہ اگر ہم فیصلہ کرتے ہیں کہ حکومت میں شامل نہیں ہوں گے تو مسلم لیگ کو بھی اقتدار سے الگ ہونے کا کہا جائے گا۔ اگر مسلم لیگ نے فیصلہ سے گریز کیا تو اس کے خلاف کارروائی لازمی ہوگی۔ پیر صاحب پگاڑا شریف نے وعدہ کیا ہے کہ مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کا اجلاس ہوگا اور اتحاد کے فیصلوں کے مطابق عمل کیا جائے گا۔

مفتی صاحب نے بتایا کہ جنرل ضیاء الحق کی ملاقات کے بعد پیر صاحب پگاڑا شریف، پروفیسر عبدالغفور صاحب مدرسہ اسلامیہ نیو ٹاؤن میرے پاس آئے۔ میں نے ملاقات کی تفصیلات سے ان کو آگاہ کیا اور رپورٹ پیش کرنے کے لئے ۳ اگست کو اجلاس بلوا لیا گیا ہے۔

میں کبھی مایوس نہیں ہوتا:

اخبار نویس بار بار دریافت کرتے ہیں کہ آپ ناامید ہیں۔ میرا جواب یہ ہے کہ میں کبھی مایوس یا ناامید نہیں ہوتا۔ ہم ایک کوشش کر رہے ہیں۔ اللہ کو منظور ہوئی تو کامیاب ہوگی۔ ورنہ اپنی حد تک جو ملک و ملت کے مفید ہم خیال کرتے ہیں اپنی راہ پر گامزن رہیں گے۔

ملتان کا سانحہ:

بارش سے جو نقصان ملتان شہر اور ضلع کو پہنچا ہے اس پر تاسف کا اظہار کرتے ہوئے مفتی صاحب نے کہا کہ بارش ساری دنیا میں ہوتی ہے۔ لوگ اس کا مقابلہ کرتے ہیں ہمارے ہاں نوکر شاہی کام تو کرتی نہیں اور جب مصیبت آجاتی ہے تو واویلا مچ جاتا ہے ملک کی تعمیر کے لئے جو منصوبے بنائے جاتے ہیں وہ ادھورے رہتے ہیں۔ بد دیانتی کی جاتی ہے۔ معیاری کام نہ ہونے کی وجہ سے نقصان میں کئی گنا اضافہ ہو جاتا ہے۔ میں متاثرین سے پوری ہمدردی کا اظہار کرتا ہوں معذور ہوں اس لئے کسی کیمپ میں جا نہیں سکتا۔ میں نے پاکستان قومی اتحاد کے کارکنوں کو کہہ دیا ہے کہ وہ متاثرین کی بھرپور امداد کریں اور جس قدر ہو سکتا ہے ان کی تکالیف کا مداوا کیا جائے۔

ایشیائی اسلامی کانفرنس:

یہ کانفرنس دنیا بھر کے ممتاز علماء کی نمائندہ کانفرنس تھی۔ حکومت کو اس کانفرنس کی سفارشات پر عملدرآمد کرنا چاہیئے۔ اس کانفرنس سے ایشیائی اسلامی ممالک کے تعلقات زیادہ مؤثر اور مفید بنائے جا سکتے ہیں۔ مجھے بھی اس کانفرنس میں دعوت تھی مگر میں اپنی علالت کی وجہ سے شریک کانفرنس نہ ہو سکا۔

یہ درست نہیں کہ کانفرنس کانگرسی علماء کا اکھاڑہ تھی۔ کانفرنس میں ایشیا بھر کے اسلامی ممالک کے نمائندے شریک ہوئے یہ سب نمائندے اپنے اپنے ملکوں کی نمائندگی کے لئے آئے تھے۔ کانگریس کا مسئلہ تو صرف انڈیا کی حد تک مانا جا سکتا ہے مگر انڈیا کے نمائندہ حضرات بھی مسلم لیگ سے تعلق رکھنے والے حضرات سے تھے۔ صرف مولانا اسعد مدنی کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے والد گرامی جناب مولانا سید حسین احمد مدنی کی نسبت سے تعلق رکھنے والے علماء کے گروہ سے تعلق رکھتے ہیں۔ کیا ایک شخص کی وجہ سے ساری ایشیائی کانفرنس متنازعہ قرار دی جا سکتی ہے۔ لوگ اعتراض کرتے وقت یہ تک نہیں سوچتے کہ اس میں حقیقت کس قدر ہے۔ اعتراض برائے اعتراض کیا جاتا ہے۔

جو لوگ انڈیا سے آئے تھے یہ سواد اعظم کے نمائندہ تھے اور ان کو رابطہ عالم اسلامی نے بلوایا تھا۔ اگر یہ کانفرنس کے مندوبین گورنمنٹ پاکستان نے منتخب کیا ہوتا تو اعتراض ہو سکتا تھا۔ یہ لوگ عالمی تنظیم کے مہمان تھے ان پر کیچڑ اچھالنا انصاف نہیں۔ یہ لوگ اپنے ممالک میں ایک علمی مقام رکھتے ہیں۔ ان کی سماجی حیثیت مسلمہ ہے۔ انہوں نے مسلمانوں کی جس قدر خدمت کی ہے وہ لائق تقلید ہے۔ دنیا انہی کو جانتی ہے اور یہ علماء اپنی عالمی حیثیت سے ہر جگہ پہچانے جاتے ہیں۔

بقیہ: اداریہ

چھوٹے دکانداروں کو پکڑ لیا جاتا ہے اور اسطرح سے کارروائی مکمل کر لی جاتی ہے جبکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ اصلی مجرموں کو پکڑ پکڑ کر دار تک پہنچایا جائے اور خرابی کی جڑ کو کاٹا جائے۔

رمضان المبارک کے احترام کے معاملے میں بھی نگران کی ضرورت ہے، جہاں بھی اور جو بھی خلاف ورزی دیکھی جائے سرزنش کی جائے۔ یہاں بھی یہی ہوتا ہے کہ بڑے بڑے ہوٹلوں میں شراب تک چلتی ہے اور چھوٹے چھوٹے ہوٹلوں پر چھاپے مارے جاتے ہیں۔ اسکا مطلب یہ ہوا کہ یا تو نگران ان بڑے بڑے مجرموں سے ڈرتے ہیں یا کچھ جیب گرم کرنے کے بعد غریب طبقے پر کے تان توڑتے ہیں۔

طاقت ہاتھ پاؤں باندھ سکتی ہے دلوں کی دنیا نہیں بدل سکتی

بادشاہوں سے وہ کام نہیں ہوا جو فقیروں نے کیا ہے

جانشین مولانا حسین احمد مدنی، مولانا سید اسعد مدنی صدر جمعیۃ علماء ہند کا ولولہ انگیز خطاب

ایشیائی اسلامی کانفرنس کے مندوب جمعیۃ علماء ہند کے صدر اور شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی کے جانشین وخلف الرشید مولانا سید اسعد مدنی ملتان تشریف لائے اور مدرسہ قاسم العلوم ملتان کی طرف سے ان کے اعزاز میں ایک استقبالیہ تقریب منعقد کی گئی۔

اس روح پرور تقریب کا آغاز تلاوت قرآن حکیم سے کیا گیا۔ قاسم العلوم کے استاذ مولانا قاری محمد طاہر صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں تلاوت فرمائی۔ مدرسہ کے ایک دوسرے استاذ اور جمعیۃ علماء اسلام ضلع ملتان کے ناظم عمومی مولانا عبد القادر قاسمی نے حضرت اسعد مدنی مدظلہ کا خیر مقدم کرتے ہوئے کہا کہ میں یہ بات بلا خوف تردید کہہ سکتا ہوں کہ وہ حضرت مولانا اسعد مدنی ہی ہیں جن کے اکابر کی بے مثال قربانیوں کے نتیجہ میں برصغیر آزاد ہوا خصوصاً تحریک آزادی میں سید اسعد مدنی کے جلیل القدر والدگرامی نے جو خدمات انجام دی، دیانتدار مؤرخ انہیں کبھی فراموش نہیں کرسکتا۔

مولانا قاسمی نے کہا کہ تقسیم ملک کے وقت مولانا اسعد مدنی جوان سال تھے مگر انہوں نے نہایت ہی مدبرانہ طریقہ پر ہندوستان کے مسلمانوں کی خدمت کی اور نہ صرف آپ نے اندرون ملک ہی مسلمانوں کی خدمت کی بلکہ بیرون ملک بھی اسلام اور اہل اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ ایشیائی اسلامی کانفرنس میں آپ کی تازہ شرکت بھی ہمارے اس دعوے کی دلیل ہے۔ مولانا قاسمی نے کہا کہ میں اہل ملتان، کارپردازان قاسم العلوم ملتان اساتذہ قاسم العلوم جمعیۃ علماء اسلام ملتان اور جمعیۃ طلباء اسلام ملتان کے کارکنوں کی طرف سے بصمیم قلب آپ کو خوش آمدید کہتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان اکابر کا سایہ تادیر ہمارے سروں پر رکھے۔ آمین۔

اس کے بعد قاسمی صاحب نے مولانا اسعد مدنی کو خطاب کی دعوت دی۔ مولانا مدنی نے خطبہ مسنونہ کے بعد ارشاد فرمایا:

بزرگان محترم: عزیز طلباء اور بھائیو! درحقیقت نہ میں واعظ ہوں نہ مقرر۔ آپ نے میرے بارے میں جس حسن ظن کا اظہار کیا ہے مجھ میں ایسا کوئی کمال نہیں۔ خدا آپ کے حسن ظن کو میرے لئے اور سب کے لئے دارین میں بھلائی کا ذریعہ بنا دے۔ اگر خدا اپنے فضل سے کسی دینی خدمت کی توفیق فرما دیں تو یہ ان کا کرم ہے۔

میرے بھائیو! جہاں تک ہم ہندوستانی مسلمانوں کا تعلق ہے تو خدا کا فضل ہے کہ ہم تقسیم ملک کے بعد مصیبت میں ڈالے گئے تھے مگر خون کے دریا سے گزر کر پار ہوگئے اب کبھی کبھی چھینٹے پڑ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ابتلائے نعمت میں ڈالا اور آپ ابھی تک اس امتحان میں ہیں۔ خدا کرے کہ آپ اس آزمائش میں سرخرو ہوں۔ اگر اس نعمت کا حق ادا نہ ہوا تو گرفت سے کیسے بچیں گے آپ کو اب پہلے سے بھی زیادہ جدوجہد کی ضرورت ہے۔ ہماری جدوجہد کا جو بڑا مرحلہ تھا ہم خاص خدا کے فضل سے اس سے پار ہوگئے۔ اب انشاء اللہ چھوٹے چھوٹے مراحل سے بھی نکل جائیں گے۔ شاید آپ کے بڑے مراحل ابھی باقی ہیں اور ابھی آپ ان سے گزر رہے ہیں۔ ہمیں معلوم نہیں کہ پاکستان کے احباب کو اس کا احساس بھی ہے کہ نہیں، اور تیاری بھی کی جا رہی ہے کہ نہیں۔ آپ نے ہمیں جہاں چھوڑ دیا ہم وہاں رہ رہے ہیں۔ مگر آپ کو پاکستان کی شکل میں حاصل شدہ نعمت کی قدر کرنی چاہیئے۔ اگر پاؤں میں کانٹا چبھے تو کانٹے کی فکر اور اگر کہیں سے مال مل جائے تو اس مال کو بچانے کی فکر ہونی چاہیئے تاکہ اس مال کو ڈاکوؤں اور چوروں سے بچایا جاسکے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ آپ پر بہت ذمہ داریاں ہیں۔

لیکن خدانخواستہ اگر آپ اپنی ذمہ داریوں کو نباہنے میں کامیاب نہ ہوئے تو خدا جانے تاریخ میں کیا کچھ لکھا جائے گا۔ کچھ کہنے سننے کے لئے میرا میدان پاکستان نہیں ہندوستان ہے میں وہاں بہت کچھ کہہ سکتا ہوں۔ یہاں نہ حالات ہی اجازت دیتے ہیں اور نہ ہی مصلحت کا تقاضہ ہے۔ خدا کا شکر ہے آپ مسلمان بھائیوں سے ملاقات کا موقع مل گیا ہے۔ آپ اپنے آپ کو بری الذمہ نہیں کہہ سکتے۔ اگر صحیح سمت کام کروگے تو نتائج کچھ بھی ہوں ذمہ داری سے بچ جاؤ گے اور اگر صحیح سمت میں قدم نہ اٹھایا تو اس کی ذمہ داری آپ پر ہوگی، کرنا ہے اور صحیح کرنا ہے۔

میرے بزرگو! اور دوستو! یہ مدرسہ اور دیگر مدارس دینیہ اسلام کے مرکز ہیں اور ہم مسلمان ہیں۔ اس لئے یہ جو مراکز دین کے لئے کام کر رہے ہیں۔ انہیں اگر ہم اپنا نہ کہیں تو کسے کہیں۔ جو مراکز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشن کی نشر و اشاعت کے لئے ہوں اس سے بڑھ کر مسلمانوں کے لئے کونسا مرکز ہو سکتا ہے۔ یہ مراکز بہت مبارک ہیں۔ ان کی خدمت ہر مسلمان کا فرض ہونا چاہیئے۔

ان مدارس کے دم سے اسلام کا وجود برقرار رہا ہے۔ خدا نے انہیں اسلام کی ترقی کا ذریعہ بنایا ہے۔ سرکاری طور پر جو کام ہوتا ہے اس سے صرف ڈھانچہ تشکیل پاتا لیکن قلب اور روح کو طمانیت ان مدارس سے ملتی ہے۔

مولانا مدنی نے کہا کہ جو کام ان مدارس سے ہوتا ہے وہ دوسرے اداروں سے نہیں ہوتا۔ اسلام ایسے ہی لوگوں سے پھیلا جن میں اخلاص عمل اور تعلق مع اللہ تھا۔ حضرت خواجہ اجمیریؒ کا ذکر ہے کہ وہ اجمیر سے دلی جا رہے تھے۔ راستہ میں ہندوؤں کا گاؤں تھا۔ گاؤں والوں کو علم ہوا تو خواجہ صاحب کو دیکھنے کے لئے خواجہ صاحب پر نظر پڑی تو پورے گاؤں نے کلمہ پڑھ لیا۔ خدا کے فضل سے دلوں کی دنیا ہی بدل گئی۔ طاقت ہاتھ پاؤں باندھ سکتی ہے دلوں کی دنیا نہیں بدل سکتی۔ بادشاہوں سے وہ کام نہیں ہوا جو فقیر دل سے ہوا ہے۔ آپ حضرات دین کی خدمت کا جذبہ لئے ہوئے ہیں خدا آپ کو زیادہ سے زیادہ کام کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

میرے دوستو! یہ متاع زندگی جو خدا نے دی ہے چاہے خدا پر نثار کر دو چاہے غیر پر۔ چاہے خدا کو راضی کر لو چاہے غیر کو۔ اگر خدا کو اس دل میں آباد کر دو گے تو غیر نہیں اور اگر غیر کو آباد کر دو گے تو خدا نہیں۔ یہ خانہ ایک کے لئے ہے دو کے لئے نہیں ہے۔ رہا رزق تو اس میں مومن و کافر کی بھی تخصیص نہیں۔ یہ تو خدا کے منکروں کو بھی ملتا ہے جانوروں کو بھی ملتا ہے۔ رزق کے جھوٹے بہانے پر خدا کو چھوڑ کر غیر کو اختیار کرنا شیطان کا دھوکہ ہے۔ امام غزالیؒ نے لکھا ہے کہ اگر کوئی کسی کی دعوت کرے تو وہ تمام انتظامات سے بے پروا ہو جاتا ہے۔ نہ یہ سوچتا ہے کہ میزبان مر گیا بھول گیا۔ سو گیا یا کھانا خراب ہو گیا تو کیا ہو گا۔ دعوت کی امید پر نہ وہ بازار گیا نہ سامان لایا نہ کچھ اہتمام کیا نہ احتیاط کی بس میزبان کی بات پہ مطمئن ہے کہ کھانا ضرور ملے گا۔ حالانکہ واقعتاً اس کے خلاف بھی ہو جاتا ہے۔ امام غزالیؒ کہتے ہیں کہ ایک عاجز۔ کمزور اور انسان کے کہنے پر اتنا بھروسہ ہے لیکن دونوں جہاں کے مالک کے وعدے پر یقین نہیں کرتا جس نے قرآن کریم میں صاف لفظوں میں کہا ہے کہ ہر زمین پر چلنے والے کی روزی ہمارے ذمہ ہے۔ امام غزالی پھر تنبیہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انسان نے بڑے آدمی جیسا درجہ بھی خدا کو نہ دیا حالانکہ خدا نے ماں کے پیٹ میں بھی رزق کا انتظام کیا اور آج تک رزق دیتا چلا آ رہا ہے اگر وہ نہ دے تو کوئی نہیں دے سکتا۔

مولانا اسعد مدنی نے فرمایا کہ "میں کہتا ہوں کہ نفس اور شیطان کی غلامی کا نتیجہ ہے کہ رزق کا بہانہ بنا کر خدا کو چھوڑ دیتے ہیں۔ میرے عزیز بھائیو! سوچنا چاہیئے ہم کہاں جا رہے ہیں۔ طلبا عزیز کو بھی سوچنا چاہیئے کہ وہ اپنی زندگی کس کام میں لگائیں خدا میں یا غیر میں۔ اگر اللہ پر زندگی لگائیں گے تو منکرین کو دینے والا اللہ کیا ہمیں نہیں دے گا۔؟ دے گا اور ضرور دے گا۔ اللہ کے یہاں دنیا کی قدر و حیثیت نہیں ہے اس لئے جتنا مناسب سمجھتے ہیں ہمیں دنیا دیتے ہیں۔

مولانا نے فرمایا کہ ہمارے اکابر بھی کیا چیز تھے۔ حضرت نانوتوی جب دارالعلوم آئے تو کہا مجھے پانچ روپے بہت ہیں۔ جب شیخ الہند سے کہا گیا کہ آپ کی تنخواہ بڑھائی جائے تو کہا کہ یہاں پچاس کا حساب نہیں دے سکتا۔ اندازہ کیا آپ نے آپ کن لوگوں کے ماننے والے ہیں۔

میرے دوستو! اللہ وہ ہے جس نے رات کو دن اور موت کو زندگی بنایا۔ بہر حال ہمیں اللہ کو مقصد بنانا چاہیئے اور غلط طریقے سے دنیا کی طرف متوجہ نہیں ہونا چاہیئے۔

آخر میں مولانا نے فرمایا: "آپ نے نوازش فرمائی کہ مجھے کچھ کہنے کے لئے کھڑا کر دیا۔ میں آپ کا شکر گزار ہوں اور توقع کرتا ہوں کہ آپ خدا کے دین اور اس کے بندوں کو اس سے جوڑنے کے لئے جد و جہد کرتے رہیں گے۔ خدا ہمیں اپنے دین کی خدمت کی توفیق دے اور نفس و شیطان کے فتنوں سے بچائے۔ آمین۔

بقیہ:- حالات و واقعات

پرسنلی اور وراثتی حکومت مسلط نہیں ہونے دی جائے گی۔ "ملّا" اس نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم، روایات اور اقدار کا امین ہے جس کے نفاذ کی راہ ہموار کرنے کے لئے آپ شب و روز محنت میں مصروف ہیں۔

کیا آپ اس بدیہی حقیقت سے انکار فرما سکتے ہیں کہ اسلام کا نظام قرآن۔ سنت اور فقہ اسلامی میں مہارت رکھنے والے افراد و اشخاص کی قیادت و راہ نمائی کے بغیر نافذ ہی نہیں ہو سکتا اور اگر کوئی قرآن و سنت کا علم رکھنے والوں کی قیادت کے بغیر نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ کا دعویٰ کرتا ہے تو وہ یقیناً احمقوں کی جنت میں بستا ہے۔ دراصل "ملّا" اور "ملائیت" کی پھبتی ایک آڑ ہے ان لوگوں کے لئے جو اسلامی نظام سے انکار کی اخلاقی جرأت سے محروم ہیں اور "ملازم" کی مخالفت کی آڑ میں اپنے مقاصد حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اس لئے ہم عزت مآب لیفٹیننٹ جنرل فیض علی چشتی صاحب سے بڑے ادب اور خلوص کے ساتھ عرض کریں گے کہ وہ سابقہ حکمرانوں کی روش پر چلنے کی بجائے حقائق کو اپنی گفتگو اور تبصروں کی بنیاد بنائیں کہ پاکستان کے شہری انہیں ابھی تک پہلے حکمرانوں سے مختلف حکمران سمجھتے ہیں۔

ہمیں امید ہے کہ چشتی صاحب موصوف ہماری اس تلخ نوائی کو گوارا فرماتے ہوئے

ضبط و ترتیب : محمد ادریس ہوشیارپوری
ملتان

مدرسہ خیر المدارس ملتان میں حضرت مولانا محمد اسعد صاحب مدنی کا درس قرآن

بعد الحمد والصلوٰۃ اما بعد :-

"ضرورت علم تفسیر"

بزرگو اور بھائیو! قرآن کریم کو صحیح طور پر سمجھنا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں جو کچھ فرمایا ہے اس سے اللہ نے کیا ارادہ کیا ہے؟ کیا کہنا چاہتا ہے۔ یہ نہایت ضروری ہے۔ اسی کے لئے علم تفسیر ایجاد کیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے ارادے سے جو اللہ چاہتا ہے اس کو بیان کرنا یہ (بیان مراد اللہ تعالیٰ) علم تفسیر میں ہوتا ہے ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کلام سے جو کچھ کہنا یا بیان کرنا اور بتانا چاہتا ہے اس کو صحیح طور پر جاننے والے اور بتانے والے آقائے نامدار سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر قرآن کریم نازل کیا گیا اور آپ ہی کو یہ حق حاصل ہے اور آپ کی یہ ڈیوٹی بھی ہے کہ آپ لوگوں کو اللہ کا کلام بتائیں سمجھائیں، اور لوگ اس کو سمجھ کر اس پر عمل کریں۔ اسی لئے قرآن کریم کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضؓ کے بتائے ہوئے مفہوم کے خلاف اور ان کے بیان کردہ مطلب کے خلاف ان کے بغیر اپنی عقل سے سمجھنا اور اپنی رائے کو اس میں دخل دینا نہ صرف غلط بلکہ مردود ہے اور اس کا کسی کو حق نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ سمجھنا ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ جو ارادہ رکھتا ہے وہ ہم اپنی عقل سے سمجھیں اس کی کوئی ضمانت نہیں دی جا سکتی کہ وہ صحیح ہو گا، اس لئے اس میں اپنی عقل کو لڑانا اور اس سے اس کے مفہوم کو متعین کرنا، اس کا حق ہم کو نہیں، ہاں اگر کسی اور کا کلام ہوتا تو اس میں گنجائش ہو سکتی تھی کہ انسان کے کلام کو تو ہم نے یہ سمجھا، اگرچہ وہ کہہ سکتا تھا کہ میں نے تو یہ ارادہ نہیں کیا، میرا مقصد اس بات سے یہ تھا (جو تمہارے سمجھے ہوئے مفہوم کے مطابق نہیں بلکہ اور ہے)۔ لیکن کوئی شخص اللہ کے کلام کا اپنے تئیں خود معنیٰ، مراد اور مفہوم متعین کرے اس کا کسی کو حق نہیں ہے۔ آقائے نامدار سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہی جو بیان فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس سے "یہ" ارادہ کیا ہے اس کو ماننا پڑے گا اور صحیح و معتبر وہی ہوگا۔ اسی طرح اگر صحابہ کرام رضؓ کوئی مفہوم متعین کرتے ہیں تو یہ سمجھا جائے گا کہ انہوں نے ضرور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مفہوم کو سنا ہوگا اور اسی وقت اسی کو معتبر سمجھا جائیگا۔ اس لئے اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی آیت کا مفہوم متعین نہیں کیا (یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے براہ راست منقول نہیں ہے تو) پھر صحابہ کرام رضؓ کا اس بارے میں قول معتبر ہوگا۔

قرآن فہمی کا صحابہ کرام رضؓ میں باہمی تفاوت :

سب صحابہ کرام رضؓ قرآن پاک کے سمجھنے میں یکساں حیثیت نہیں رکھتے بعض صحابہ کرام رضؓ قرآن کو صحیح سمجھنے میں زیادہ اونچا مقام رکھتے ہیں جبکہ بعض صحابہ کرام اس درجہ میں نہیں جو ان کو فقہ میں مقام حاصل ہے۔ مسائل فقہیہ میں بھی سب کا ایک مقام نہیں۔ اسی طریقے سے قرآن سمجھنے میں بھی سب صحابہ کرام رضؓ میں آپس میں فرق ہے اس لئے قرآن کریم کو سمجھنا درحقیقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی درست ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ مقام ہے کہ آپ اللہ اور اپنی امت کے درمیان واسطہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی امانت کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت تک پہنچانا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے کلام کو صحیح طور پر سمجھنے اور بیان کرنے کا حق رکھتے ہیں۔ اللہ نے فرمایا انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحفظون۔ اسی طرح لا تحرک بہ لسانک لتعجل بہ۔ ان علینا جمعہ وقرانہ وغیرہ۔

اہل ہوا قرآن کا انکار کیسے کرتے ہیں :

ہمیشہ اہل ہوا و ہوس قرآن کا مجملاً انکار کرنے کی جرأت نہیں کرتے، لیکن اس کے مفہوم

کھڑا ہونا اور کھڑے رہنے کے لئے تمام اعضاء کو مناسب طریقے پر رکھنا پڑے گا تب وہ کھڑا ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے نماز کے بارے میں "قائم کرنے کا مطالبہ" کیا ہے۔ نماز قائم کرو اس کا یہی مطلب ہے کہ نماز کے لئے جتنے بیرونی اور اندرونی آداب ہونے چاہئیں ان تمام چیزوں کی رعایت کرو اور کھڑے ہونے کی طرح پوری طرح چاق و چوبند اور رعایت کرتے ہوئے صحیح طور پر نماز کو پڑھو۔ اگر دل کہیں، دماغ کہیں ہاتھ کہیں پاؤں کہیں آنکھیں کہیں۔ اگر ایسی کیفیت ہوگی تو نماز قائم کرنا نہیں ہوگا۔ نماز قائم کرنے کا مطلب یہی ہے کہ جتنی بھی ظاہری اور باطنی رعائتیں ضروری ہیں ان کا خیال کرتے ہوئے نماز کو پڑھے یہ اقیموا الصلوۃ میں مطلوب ہے۔

کہیں کہیں رکوع، سجدے کا بھی حکم دیا گیا ہے لیکن نماز کی کتنی رکعتیں ہیں؟ اور کس کس وقت کتنی پڑھنی ہیں اور دیگر تفصیلات قرآن میں موجود نہیں تو اقیموا الصلوۃ کو بغیر حدیث کے کیسے پورا کیا جائے؟ اگر اقیموا الصلوۃ (یعنی قرآن) پر عمل کرنا ہے تو حدیث کے انکار کے بعد نہیں ہو سکتا، اس لئے حدیث کو تو ماننا ہی پڑے گا۔

(روزے کے متعلق حکم) **فلیصمہ** کا حکم، ایتائے زکوٰۃ کا حکم، حج کا حکم، کوئی چیز بھی حدیث کے بغیر مکمل نہیں ہو سکتی جب تک حدیث کو نہ مانا جائے۔ تو اگر حدیث کو ماننا ضروری ہے اور اس پر عمل کرنا ضروری ہے تو جو لوگ حدیث کے راوی ہیں جنھوں نے آقائے نامدار سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی ہے اور آپ پر ایمان لائے ہیں اور اس ایمان کے لئے تمام عالم کے ظاہری اور باطنی رشتوں کو قربان کیا ہے۔ آرام۔ آسائش زندگی کے اسباب و وسائل کو تجا ہے اور قربان کیا ہے وطن اور تعلقات کو چھوڑا ہے جن کی قربانیوں کی مثال عالم میں نہیں ملتی تو ان صحابہ کرامؓ کو ماننا ضروری ہوا اور اگر ان کو نہ مانا جائے تو پھر احادیث کو ماننا اور اس کے نہ ماننے کی وجہ سے اس پر عمل کرنا یہ سب ناممکن ہوگا۔ بے دینی کی داغ بیل پڑے گی، برائی کی بنیاد پڑتی ہے۔ دین سے دور ہونے کے لئے راہ کھلتی ہے۔

اس لئے قرآن کو سمجھنے اور ماننے کے لئے صحابہ کرامؓ کو ماننا ضروری ہے۔ وہی ذریعہ ہے آقائے نامدار سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کے درمیان جس طرح اللہ تبارک تعالےٰ اور امت کے درمیان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ذریعہ ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر اللہ کے دین کو کلام کو ہم نہیں پا سکتے اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اور امت کے درمیان صحابہ کرامؓ ذریعہ ہیں۔ اگر ان کو نہیں مانا جائے گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پہنچایا ہوا دین، دیا ہوا دین ہم تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ پہنچنے کی شکل میں اس پر یقین نہیں کیا جا سکتا اس لئے صحابہ کرامؓ کا ماننا ضروری ہے۔

قومی ترقی بغیر قرآن
مسلمان کے لئے ممکن نہیں؛

یہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ اللہ تعالےٰ نے آپ کو اپنی سب سے بڑی نعمت معجزہ قرآن کریم عطا فرمایا ہے جو کسی دوسرے کو نہیں دیا اللہ کا کلام ہے اور وصف ازلی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا گیا ہے۔ دنیا کی ہدایت نجات اور کامیابی کے لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کے پڑھنے۔ اس کے تعلق۔ اس کے حفظ میں سب کی فضیلتیں بیان فرمائی ہیں۔ اجر و ثواب کا ذکر اور درجے بیان فرمائے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں فرمایا ہے کہ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔

یرفع اللہ بہٖ اقواماً و یضع الاخرین (او کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام)

یہ اللہ کا کلام ہے۔ اللہ تعالےٰ اس قرآن کریم کے ذریعے سے قوموں کو عزت و رفعت دے گا، اونچا اٹھائے گا اور عظمت دے گا اور دوسرے لوگوں کو گرا دے گا، ذلیل کر دے گا۔ تو جو قرآن سے تعلق رکھیں گے، پڑھیں گے، عمل کریں گے مانیں گے، اللہ تعالےٰ ان کو عزت دیگا اور جو دوسرے برس سے دنیا نے اس وعدہ کو پورے طریقے سے عمل میں دیکھا ہے۔ قرآن کریم سے تعلق رکھنے والے، ماننے والوں کو دنیا کی تمام طاقت و وسائل علم و حکمت، فن ٹکنیک، سب کچھ رکھنے والے مادی طاقتیں رکھنے والے، سینکڑوں برس تک تدابیر اور سیاست اختیار کر کے اسلام اور مسلمانوں کو مٹانے کی ایڑی چوٹی کا زور لگا کر ناکامیاب ہوتے رہے ہیں اور ان کی انجمنیں ان کی بڑی بڑی انٹرنیشنل کانفرنسیں ہوتی ہیں اس جستجو کے لئے کہ آخر مسلمان ایسی قوم کیوں ہے کہ اس کو ہرایا نہیں جا سکتا، ختم نہیں کیا جا سکتا، مٹایا نہیں جا سکتا۔ ناکام نہیں کیا جا سکتا، کون سی تدبیر ہو اس کو ناکام کرنے کی؟

ایک پادری نے ایسے ہی اجتماع میں قرآن کریم ہاتھ میں لے کر کہا کہ

"جب تک یہ کتاب مسلمانوں کے پاس موجود ہے، مسلمانوں کو ہزیمت نہیں دی جا سکتی۔ اگر مسلمانوں کو ختم کرنا ہے تو یہ کتاب ان سے چھین لو مسلمان مٹ جائیگا"۔

آج یورپ کی وہ سازش عالم میں کامیاب ہوتی نظر آتی ہے اور مسلمان اس بیماری کا شکار ہے اور قرآن چھوڑ کر دنیا کے اسباب میں مقابلہ کر کے دوسروں سے مسلمان جیتنا چاہتا ہے۔ جو چیز ان کے پاس تھی اور وہ ہارتے رہے وہی لے کر ہم ان کے مقابلہ میں جیت جائیں گے؟ قرآن چھوڑ کر سارے عالم میں جیتنے والی قوم آج ہارتی ہی چلی جا رہی ہے۔ فنی مہارتیں، دنیاوی علوم، مال و دولت اور اسباب پہلے سے بہت زیادہ مسلمانوں کے پاس ہیں لیکن ساری دنیا کی قومیں مسلمان کو دبا کر اور پیس رہے ہیں اور مسلمان پیچھے ہٹ رہے ہیں تمام علوم اور اسباب کے ہوتے ہوئے بھی، کتنا بڑا سانحہ ہے۔

ساری دنیا کو چھوڑ کر مسلمان اس بات پر لوٹنے کو تیار نہیں ہے کہ جو قرآن مسلمانوں کے پاس تھا اور مسلمان غالب ہوتے رہے ہیں اس قرآن کی طرف لوٹ کر چلے جائیں، چاہے دنیوکا

میں لوگوں کو آزاد کر دیتے ہیں۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے عقل سے قرآن سمجھنے کی دعوت دیتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم یا صحابہ کرام رضی سے جو مفہوم منقول ہے اس کو ترک کرتے ہیں اور اپنی عقل سے دوسرا معنی، مراد مفہوم اس میں داخل کرتے ہیں یہ تفسیر بالرائے بالکل جائز نہیں اور قرآن میں ایسا کرنا حرام، ناجائز ہے۔ اسی طریقے سے وہ لوگ احادیث سے ہمیشہ انکار کرتے ہیں کیونکہ احادیث میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان تمام راستوں کو جو گمراہی کا ذریعہ ہو سکتے ہیں، ان کو بند فرمایا ہے تو وہ اگر احادیث کے مجموعہ کو مان لیں یا آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کی رائے اور احکام کو مان لیں تو پھر ان کی گمراہی (اپنی موت مرجائے گی) اور ختم ہو جائے گی آگے چلے گی نہیں۔ اس لئے اپنے باطل نظریات اور غلط قسم کی گمراہیوں کو پھیلانے اور ناپاک عزائم کو پورا کرنے کے لئے وہ حدیث کے مجموعے کا انکار کرتے ہیں۔ ہر باطل تحریک والے جو بھی کوئی باطل تحریک اسلام کے خلاف یا اس کے اندر سے کے اٹھتا ہے تو اپنے منصوبے کو پورا کرنے کے لئے اسلام کا نام تو اس کو لینا ہی پڑتا ہے۔ اگر کوئی اسلام کا نام لئے بغیر اپنی باطل اور غلط چیز کو چلانا چاہے تو ظاہر ہے مسلمان اس کی طرف متوجہ نہیں ہوں گے۔ ناواقف، بھولے بھالے یا کج فطرت لوگوں کو توڑنے کے لئے و جمع کرنے کے لئے ہر ایک گمراہ شخص کو اسلام کا نام لینا پڑتا ہے اس کے بغیر اس کی طرف مسلمان توجہ نہیں کرتے۔ اس لئے ضروری ہے کہ نام اسلام کا لیں اور اپنی الٹی سیدھی باتیں لوگوں میں منوائیں۔ جب تک وہ حدیث کو کمزور نہ کریں، لوگوں کے دل و دماغ سے حدیث کا مقام اور درجہ گھٹائیں نہیں تب تک ان کی چال کامیاب نہیں ہو سکتی۔ اس لئے عموماً ایسی کمزور، فضول، جھوٹی اور رقیق قسم کی باتوں کو جو یہودیوں کی پھیلائی ہوئی ہیں تاریخ کی کتابوں میں لکھی ہوئی ہیں انکا سہارا لے کر پھیلاتے ہیں اور صحابہ کرام رضی کے بارے میں طرح طرح کی بدگمانیاں، غلط باتیں اور پروپیگنڈے کیئے جاتے ہیں۔ وہ ایسے تھے، وہ ایسے تھے۔ اس وقت تک ان کا مشن پورا نہیں ہوتا —— تو جب صحابہ کرام رضی مجروح ہو جائیں گے، متہم اور بدنام ہو جائیں گے تو پھر حدیث کا تمام ذخیرہ سب کا سب مطعون ہو جائے گا۔ یقینی نہیں رہے گا۔ پھر جس کا جی چاہے جس کو چاہے مان لے اور جس کا جی چاہے انکار کر دے تاکہ آسانی سے اپنی بات منوا سکے اور پابندی باقی نہیں رہے، حالانکہ درحقیقت صحابہ کرام رضی کے مجروح ہو جانے کے بعد تو پھر قرآن ہی محفوظ نہیں رہتا کیونکہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ نے ہم کو براہ راست نہیں دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے ملا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید صحابہ کرام رضی کے ہاتھ میں دیا۔ تو قرآن کریم کی حیثیت، عصمت، حفاظت، صحابہ کرام رضی کو مجروح کر کے باقی نہیں رکھی جا سکتی۔ اگر صحابہ کرام رضی خدانخواستہ اس طرح متہم، مجروح اور بدنام ہو جائیں جیسے باطل لوگ کیا کرتے ہیں تو جو قرآن صحابہ کرام رضی نے تابعین کو دیا اور آگے یہ سلسلہ چلا، اس کے بارے میں وہ چیز جو مطلوب ہے وہ باقی نہیں رہے گی۔ مثلاً حضرت عثمان غنی رضی کو اگر (معاذ اللہ) مجروح کر دیا جائے اور بدنام کر دیا جائے، ان پر الزامات لگائے جائیں تو قرآن کی ترتیب، اس کا جمع کرنا ساری دنیا میں پھیلانا، یہ حضرت عثمان غنی رضی کا بہت بڑا کارنامہ اور امت پر احسان عظیم ہے۔ اللہ نے ان کو جو بہت سے شرف بخشے ہیں ان میں سے ایک ہے، تو جو لوگ قسم قسم کی تہمتیں ان پر لگاتے ہیں اور بدنام کرتے ہیں وہ ان کی حیثیت کو گرا کر قرآن کو پورے طریقے سے محفوظ رکھ سکیں۔ یہ مشکل ہو جائیگا، تو حقیقت میں وہ کوشش تو اس لئے ہوتی ہے کہ حدیث سے چھٹکارا حاصل کیا جائے۔

مقام حدیث اور مدح صحابہ کرام رضی

حالانکہ حدیث کا درجہ بھی انتہائی ضروری ہے اور اہم ہے۔ قرآن کے بعد خود قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے (کہ حدیث کا درجہ ہے)

وما ینطق عن الھویٰ۔ ان ھو الا وحی یوحیٰ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی خواہش سے اپنی طرف سے کچھ نہیں فرماتے جو کچھ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کی ہوئی "وحی" ہوتی ہے تو وحی کی دو قسمیں ہو سکتی ہیں

۱۔ وحی متلو
۲۔ وحی غیر متلو

لیکن احادیث بھی اللہ کی طرف سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کہلوائی ہوئی چیز ہیں۔ اپنی مرضی سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ کی مرضی اور منشاء کے بغیر کچھ نہیں فرماتے، تو قرآن کریم کی اس تصدیق کے بعد حدیث کے انکار کا سوال ہی باقی نہیں رہتا۔ وہ بھی اسی طرح ماننے کے اعتبار سے ضروری ہے جس طرح قرآن کریم۔

اور اگر حدیث کو ماننے سے انکار کر دیا جائے احادیث کے مجموعے کو ناقابل اعتبار قرار دے دیا جائے، اس سے استغناء کیا جائے تو دین پورا ہو ہی نہیں سکتا۔ اللہ نے حکم دیا:

اقیموا الصلوٰۃ نماز قائم کرو

اس میں بھی اللہ نے "صلوا" نہیں کہا کہ نماز پڑھو بلکہ فرمایا قائم کرو۔ تو نماز پڑھ لینا اور چیز ہے اسکو قائم کرنا اور چیز ہے۔ انسان لیٹتا ہے تو ہاتھ، پاؤں اور اعضاء کی اس کو پروا نہیں ہوتی کہ کونسا عضو کہاں ہے کس حال میں ہے جدھر بھی ہو جس حال میں بھی پڑا رہے سہولت اطمینان ہوتا ہے گویا تفتیش، پروا اور فکر کی ضرورت نہیں پڑتی۔ بیٹھتا ہے تو تھوڑی فکر کی ضرورت پڑتی ہے۔ لیٹنے سے زیادہ نہیں لیکن اگر کھڑا ہونا چاہے اس کو اپنے تمام اعضاء پر نظر رکھنی پڑے گی۔ اہتمام کرنا پڑے گا، کھڑے ہونے والا اگر پاؤں ڈھیلے کرے گا، گر پڑے گا کسی ایک طرف جھک جائے تو گر پڑے گا۔ اسی طرح اور کوئی حرکت نا مناسب کرے تو کھڑا رہنا مشکل ہو جائیگا، بے خیالی ہو جائے تو گر پڑ جائیگی۔

علوم بھی حاصل کریں لیکن قرآن کو مضبوط پکڑ لیں اس کے لئے تیار نہیں ہیں۔ جس با حیثیت پڑھے لکھے مسلمان سے پوچھو کہ بھائی! آپ نے اپنے بچے کو قرآن پڑھایا، حفظ کرایا۔ کہے گا نہیں کرایا۔ ارے صاحب بچے کا دماغ خراب ہو جائے گا، حافظہ جاتا رہے گا، عمر ضائع ہو جائے گی، کیا ہوگا قرآن پڑھا کر؟ یہ واقعہ ہے میں غلط نہیں کہہ رہا۔ یہ روگ ہے۔ یہ ہماری بدعملی کا نتیجہ ہے کہ ہم اس عذاب خداوندی میں مبتلا ہیں۔ خدا کی بے نیازی اور بے توجہی کا شکار ہیں، تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی فرمایا ہے اور اسی کا حال ہم پر طاری ہے کہ یہ اللہ کا کلام ہے۔ اللہ تعالیٰ قوموں کو اس قرآن کے ذریعے عزت دے گا اور دوسرے لوگوں کو جو قرآن چھوڑ دیں گے ذلیل اور رسوا کرے گا۔ اس میں مسلمان مبتلا ہوتے چلے جا رہے ہیں اور خدا ہی بہتر جانے مستقبل میں کیا ہوتا ہے۔ مستقبل بتلائے گا کہ قرآن چھوڑ کر کوئی ترکیب، دولت و ثروت اور عزت دنیا میں مسلمان کو کامیاب کر سکتی ہے یا نہیں؟ لیکن حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو فرمایا ہے وہ بالکل صاف ہے کہ قرآن چھوڑ کر مسلمان کو عزت نہیں مل سکتی۔ ذلت ہوگی۔ خطرہ اسی کا ہے کہ آج جو فن اور علم و حکمت اور طریقہ مسلمانوں میں اختیار کیا جا رہا ہے وہ خدانخواستہ بہت دور نہ پھینک دے، ذلت و رسوائی کے بدترین گڑھے میں نہ پھینک دے، بہرحال یہ اللہ کا کلام ہے اور اس کا تعلق ہر طرح نجات و بھلائی کا ذریعہ ہے۔

قرآن کے تعلق سے کیا ملتا ہے؟ (ایک واقعہ)

ہمارے ہاں ہندوستان میں ایک بڑے بزرگ حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب گنج مراد آبادیؒ گذرے ہیں۔ ان کے ایک خادم غالباً منشی تمیز الدین نام ہے، پولیس کے محکمہ میں تھے۔ ایک دن وہ ڈیوٹی پر حاضری کے لئے صبح صبح سائیکل پر جا رہے تھے تو راستہ میں کچھ لوگوں کو ایک جنازہ لئے ہوئے بیٹھے دیکھا۔ انہوں نے ان سے پوچھا کہ بھائی آپ لوگ یہاں اس طرح کیوں بیٹھے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ ہم لوگوں میں کوئی آدمی جنازہ کی نماز نہیں جانتا۔ اس انتظار میں ہیں کہ کوئی اللہ کا بندہ آجائے اور جنازہ کی نماز پڑھا دے۔ منشی جی نے کہا کہ مجھے تو جلدی اور بہت ضروری کام ہے ڈیوٹی پر حاضر ہونا ہے لیکن خیر چند منٹ (آپ کے لئے) سہی۔ لاؤ میں پڑھا دوں۔ انہوں نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ قبر تیار تھی، تدفین میں بھی شریک ہوگئے اور جلدی جلدی فارغ ہو کر اپنی (منزل کی) طرف روانہ ہوئے۔ جب وہاں پہنچے تو ایک بہت ضروری کاغذ جو ڈیوٹی جوائن کرنے کے لئے لازمی تھا وہ جیب میں نہیں ملا۔ بہت پریشان ہوئے اس کے بغیر ڈیوٹی پر حاضری نہیں ہو سکتی۔ ملازمت خطرہ میں ہے تو فوراً الٹے پاؤں الٹے کہاں گیا؟ کہاں گرا؟ یہاں تک کہ اس گاؤں میں پہنچ گئے۔ وہاں لوگوں سے کہا بھائی میرا ایک بہت ضروری کاغذ جس کے بغیر میری نوکری چلی جائے گی وہ کہیں گر گیا۔ راستہ بھر ڈھونڈتا آیا ہوں، بہت پریشان ہوں۔ خیال ہوتا ہے کہ دفن کرتے وقت کہیں قبر میں نہ رہ گیا ہو۔ اگر آپ لوگ اجازت دیں تو قبر کھول کر دیکھ لیں ورنہ میری نوکری چلی جائے گی۔ گاؤں والوں نے کہا کہ آپ نے تو ہم پر بڑا احسان کیا ہے۔ ہم بڑے پریشان تھے۔ آپ نے ہمیں (پریشانی سے) نکالا۔ چلئے ہم بھی مدد کرتے ہیں۔ قبر کھودی گئی، یہاں تک کہ قبر کھل گئی پوری۔ اب جو قبر کھلی تو منظر یہ دیکھا کہ ساری قبر پھولوں سے تازہ بہ تازہ ڈھکی ہوئی ہے بھری ہوئی ہے، اور ان پھولوں کے ڈھیر جو مردے کے اوپر تھے اس پر وہ کاغذ رکھا ہوا تھا جیسے کسی نے اٹھا کر رکھ دیا ہو۔ خیر کاغذ مل گیا۔ لیکن تازے تازے پھول اتنے کہاں سے آگئے؟ یہ سب لوگ ششدر رہ گئے۔ حیران اور اس پر مزید خوشبوئیں۔ تو خیر قبر کو بند کر دیا۔ اب انہوں نے پوچھا کہ صاحب! یہ کیسے آدمی تھے؟ کہا کچھ نہیں بس جیسے ہم ویسے یہ۔ بالکل منہ وہ جاہل۔ کچھ نہیں جانتے۔ نہ پڑھے نہ لکھے۔ پھر پوچھا، پوچھا۔ پوچھا۔ ان کی لڑکی نے گھر میں یہ کہا کہ ہمارے "بابا" جو تھے، پڑھے لکھے تو کچھ نہ تھے، لیکن ان کے پاس ایک کتاب رکھی ہوتی تھی۔ پڑھنا تو وہ جانتے نہیں تھے لیکن روزانہ اسے نکالیں، ہاتھ پاؤں دھوئیں اور انگلی پھیرتے جائیں اور اپنی دیہاتی زبان میں یوں کہتے جائیں: بیہوں سچ کہن، بیہوں سچ کہن، بیہوں سچ کہن، اتنا کیا کرتے تھے کہ یہ سچ کہا، یہ سچ کہا اور کچھ نہیں ــــ بھئی کون سی کتاب ہے؟ لاؤ دیکھیں، دیکھا تو وہ قرآن کریم تھا۔

تو قرآن کا تعلق، پڑھنا ہو، تلاوت ہو، سمجھنا ہو، عمل ہو تو کیا ہو جائے گا؟ وہ تو خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ ایک جاہل آدمی جو پڑھنا نہیں جانتا اور اس کا عقیدہ ہے کہ روز سطروں پر انگلی پھیر کر کہتا جاتا ہے کہ میرے مالک نے یہ بھی سچ کہا، یہ بھی سچ کہا، یہ بھی سچ کہا تو اللہ نے یہ دکھایا کہ اس کے ساتھ آخرت میں ہم کیا کریں گے۔ تو یہ ایک بہت عظیم نعمت ہے، اس کی قدر کرنی چاہیئے اور دنیا کی آخرت کی سب سے بڑی نعمت اس کو سمجھنا چاہیئے۔ شرف اس کو سمجھا جائے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو قرآن کریم کے بارے میں فرمایا ہے اس میں شک کر کے اپنے آپ اور اپنی آخرت اور دنیا کو برباد نہیں کرنا چاہیئے۔

اس لئے میرے محترم بزرگو! قرآن سے تعلق پیدا کیجئے۔ قرآن کو سینوں میں محفوظ کیجئے۔ اور اپنی اولادوں کو اس قابل بنائیے کہ قیامت کے دن آپ کی شفاعت کروا کے آپ کو بخشوا سکیں۔ حافظ قرآن کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ شفاعت کا حق دے گا کہ اپنے رشتہ داروں سے گیارہ تک عدد حدیث میں آتا ہے کہ جن کو چاہے وہ شفاعت کرے حق تعالیٰ اس کو بخش دے گا تو حافظ قرآن کی شفاعت بھی مقبول ہے اس لئے قرآن، باقی ہے

د۔م۔ شاکر، شعبۂ عربی
پنجاب یونیورسٹی، لاہور



(معراج النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے مسئلۂ فلسطین سے متعلق بعض ایسی گھناؤنی سازشوں کا انکشاف جن کو عام کرنا ہم سب کا فرض ہے۔)

مسلمان، عیسائی اور یہودی تین قومیں فلسطین کی دعویدار ہیں اور ان تینوں کے نزدیک آزادی کا مفہوم بھی مختلف ہے۔ یہودیوں کے نزدیک فلسطین کی آزادی کا معنی یہ ہے کہ سارا فلسطین بلکہ عرب بحیثیت ارضِ موعود ان کے قبضہ میں آجائے اور باقی ماندہ اقوام یا تو فلسطین سے ہجرت کر جائیں یا یہود کی بالادستی تسلیم کریں۔ اسرائیل کی وہ سلطنت جو قبل از مسیحؑ تباہ و برباد کر دی گئی آج صدیاں بیت جانے کے باوجود اس کا اعیاد ان کے لئے آزادیٔ فلسطین کا مفہوم رکھتا ہے۔ صیہونیت نے اگرچہ فلسطین کا کافی حصہ ہتھیا لیا ہے لیکن عظیم تر اسرائیل اس کے خوابوں کی تعبیر ہے۔

۲۔ عیسائی آزادیٔ فلسطین سے مراد عیسائی فلسطین لیتے ہیں۔ ان کے نزدیک ۳۳۶ء سے ۶۱۴ء تک اور پھر ۶۲۸ء سے ۶۴۰ء تک کا عرصہ آزاد فلسطین کا دور ہے۔ کسی بھی دوسری قوم کی حکومت ان کے لئے فلسطین کی محکومی کی حیثیت رکھتی ہے۔ لہٰذا انہوں نے قرونِ وسطیٰ میں مسلمانوں کے فلسطین پر قبضے کے خلاف صلیبی جنگیں لڑیں۔ یہ عرصہ (۱۰۹۷ء تا ۱۱۸۷ء تک کا دور نوّے برس) فلسطین کی آزادی کا دور ہے اور وہ آج تک یہودیوں کو آگے بڑھا کر مسلمانوں کے خلاف مصروفِ کشمکش ہیں۔ ان کے نزدیک فلسطین میں لڑی جانے والی موجودہ جنگیں بھی صلیبی جنگوں کا حصہ ہیں۔

۳۔ تیسرے دعویدار مسلمان ہیں۔ ماضی میں یہ امر پایۂ ثبوت کو پہنچ چکا ہے کہ یہودی اور عیسائی فلسطین کی عظمت اور حرمت کی حفاظت نہیں کر سکے۔ اس کے برعکس مسلمانوں نے اس کی عظمت کو چار چاند لگائے ہیں اور ان کی تاریخ میں ان کے دشمنوں نے فلسطین کو صرف ایک بار روندا ہے جس کے نتیجے میں مسلمانوں نے اپنے خون کی ندیاں بہا دی تھیں گویا انہوں نے اس کی حفاظت کا حق ادا کر دیا۔ ارشادِ ربانی ہے۔

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا
الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا وَإِذَا حَكَمْتُمْ
بَيْنَ النَّاسِ أَنْ تَحْكُمُوا بِالْعَدْلِ (۴-۵۸)

جو اقوام ماضی میں ارضِ مقدس کی حفاظت کا فریضہ سرانجام نہیں دے سکیں آئندہ ان سے کیا توقع ہو سکتی ہے اور مسلمان جو پہلے بھی آزمائے جا چکے اس امانت کے زیادہ حقدار ہیں۔

انسانی تاریخ کے مطابق یہ بات نہایت معقول ہے کہ جو لوگ آبائی طور پر فلسطین میں آباد ہیں انہیں حکومت کا حق دیا جائے اور یہ باشندے چونکہ مسلمان ہیں لہٰذا غیر فلسطینیوں کو فلسطین سے بے دخل کر کے بے گھر فلسطینیوں کو ان کے گھروں میں آباد کر کے فلسطین کے فرزندوں کو ان کی قسمت کا مالک بنایا جائے۔

یہودی ہمیشہ دوسری اقوام کے خلاف سازشوں میں مصروف رہے ہیں۔ وہ جس ملک کے آب و دانہ سے پرورش پاتے ہیں اس کی تباہی و بربادی کے منصوبے باندھتے رہے ہیں۔ ان کی تاریخ، جعل سازی، فریب اور جرم و مکاری کی تاریخ ہے۔ دل سے یہ کسی کے خیر خواہ نہیں بلکہ دوسری اقوام کو لڑا کر اپنا اُلّو سیدھا کرنا جانتے ہیں۔ اس لئے قدرت نے ان کے لئے افتراق و انتشار اور جلاوطنی کی ابدی لعنت ان کے لئے مقرر کر دی ہے لہٰذا جن قوموں نے ان آدم خوروں کو اپنے ہاں پناہ دی تھی انہیں اپنی اس وسیع القلبی کا خمیازہ بھگتنا پڑا اور مجبور ہو کر انہیں ملک سے باہر نکالنا پڑا۔ اس قسم کا سب سے پہلا واقعہ سپین اور پرتگال میں پیش آیا اور اس کے بعد ۱۳۰۹ء/۱۳۹۴ء میں انہیں فرانس سے نکلنا پڑا۔ ۱۲۹۰ء میں انگلینڈ

سے انہیں دیس نکالا مل گیا تھا۔ ۱۳۷۰ء میں اہل بیلجیئم کے لئے ان کا وجود ناقابلِ برداشت ہوگیا۔ ۱۳۸۰ء میں انہیں چیکوسلواکیہ چھوڑنا پڑا۔ ۱۴۴۰ء میں انہیں ہالینڈ سے نکال دیا گیا۔ ۱۵۰۷ء میں سرزمین روس ان پر تنگ ہو گئی۔ ۱۵۴۰ء میں اٹلی والوں نے اپنے ملک کو ان کے وجود سے پاک کیا۔ ۱۵۵۱ء میں یہ جرمنی سے بھاگنے پر مجبور ہوئے۔

اس کے برعکس دنیا بھر میں مسلمان وہ واحد قوم ہیں جنہوں نے ان سے ہمیشہ فیاضانہ سلوک کیا۔ عیسائیوں نے اپنے دورِ حکومت میں ان کا داخلہ بھی ممنوع قرار دے رکھا تھا۔ یہ ترک مسلمان ہی تھے جنہوں نے انہیں فلسطین میں آباد ہونے کی اجازت دی اور ساری ترکی سلطنت میں ان کے لئے عروج و ترقی کے راستے کھل گئے۔

لیکن ان لوگوں نے اپنی فطرت سے مجبور ہو کر ترکی سلطنت پر بھی وار کرنا شروع کر دیئے۔ پہلے سلطان ترکی کو فلسطین فروخت کرنے پر رامنی کرنے کی کوشش کی اور ناکامی پر وہاں ہجرت کی رفتار بڑھا دی۔ سلطنت کے خلاف ریشہ دوانیوں میں مشغول ہو گئے اور بالآخر اس کا خاتمہ کروا دیا۔

دو ہزار برس سے دنیا بھر کے یہودی ہفتہ میں چار مرتبہ دعا مانگتے رہے ہیں کہ یروشلم پھر ان کے ہاتھ لگے جہاں وہ ہیکل تعمیر کر سکیں۔ بارہویں صدی عیسوی کے معروف یہودی فلسفی موسیٰ بن میمون نے اپنی کتاب فلسفۂ شریعتِ یہود میں لکھا ہے:

"ہر یہودی نسل کا یہ فرض ہے کہ وہ دوبارہ بیت المقدس میں ہیکل تعمیر کرے۔"

فری میسن تحریک بھی اسی لئے قائم کی گئی ہے اور یہ مسجد اقصیٰ کی جگہ ہیکل تعمیر کرانا چاہتے ہیں، حالانکہ ہیکل کے متعلق یہ بات ثابت شدہ ہے کہ ۷۰ء میں اسے بالکل مسمار کر دیا گیا تھا اور سیدنا فاروق اعظم رضؓ کے دورِ اقدس میں یہاں یہود کا کوئی معبد نہ تھا۔ آج یہود کی سب سے مقدس یادگار دیوارِ گریہ مسلمانوں ہی کی عنایت سے یہود کو ملی تھی۔ بمبئی سے شائع ہونے والے اسرائیل کے ایک سرکاری اخبار ([illegible] of Israil) کی یکم جولائی ۱۹۶۷ء کی اشاعت میں بیان کیا گیا ہے کہ سلطان سلیم کو سولہویں صدی عیسوی میں اتفاقاً اس دیوار کے وجود کا علم ہوا جو کوڑے کرکٹ کے ڈھیر میں دبی ہوئی تھی۔ سلیم نے جگہ صاف کرا کے یہودیوں کو اس کی زیارت کی اجازت عطا کی۔ لیکن اس احسان کا بدلہ یہ قوم مسجد کو گرا کر ہیکل کو تعمیر کرنے کی شکل میں دے رہی ہے۔

قرونِ وسطیٰ میں تمام یورپی اقوام یہودیوں پر سختیاں کر رہی تھیں۔ ان پر زراعت اور صنعت کے دروازے بند تھے۔ ان کا معاشرتی بائیکاٹ کیا جاتا تھا۔ روس میں تو انہیں الگ شہروں میں بسایا جاتا تھا، جن کا نام "گیٹو" رکھا جاتا تھا اور رات کو دروازے بند کر دیے جاتے۔ معاش کے تمام دروازے بند ہو جانے کی بناء پر انہوں نے ساہوکارہ شروع کر دیا، اور بنکاری کا کام اپنایا۔ رفتہ رفتہ دنیا کی معیشت ان کے ہاتھوں میں آنے لگی۔ معاشی طاقت کا نتیجہ سیاسی طاقت ہے جس کے حصول پر ان لوگوں نے سوچا کہ ہمارا بھی کوئی وطن ہونا چاہیئے۔ مختلف علاقے نظر سے گذرے اور آخر کار نظر فلسطین پر ٹھہر گئی کیونکہ اس میں ایک تو یہود عوام کو مذہبی جذبات کا سہارا مل سکتا تھا، اور دوسرے مغربی طاقتوں کو مشرقِ وسطیٰ اور مشرقِ بعید میں اپنے مفادات کے تحفظ کے لئے کسی مہرے کی ضرورت تھی۔ مغربی طاقتوں نے نام نہاد وطنِ یہود کی اس سازش پر عیسائیوں کی اس خواہش پر لیبل لگا دیا کہ وہ تورات کی ان پیشین گوئیوں کو پورا ہوتا دیکھنا چاہتے ہیں جن میں یہود کے فلسطین واپس لوٹنے کا ذکر ہے۔

اس بہانے کی آڑ لے کر برطانیہ نے ۱۸۳۸ء میں یہود کی سیاسی مدد شروع کر دی جب اس نے یروشلم میں اپنا ایک نمائندہ اس غرض سے متعین کیا کہ وہاں یہود کے مفادات کی حفاظت کی جا سکے۔

یہی مدد بعد ازاں ان کے الگ وطن کے حصول کی کوشش میں بدل گئی۔ ترکوں کی شرافت کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے ان مکارانہ عزائم کے ساتھ ۱۸۸۶ء میں یہود نے فلسطین کی طرف ہجرت شروع کر دی۔ ۱۸۹۷ء میں صیہونی تحریک چلانے کا فیصلہ کیا گیا۔ ایک معروف یہودی صحافی ہرزل نے فلسطین میں یہودیوں کی وسیع پیمانے پر آبادکاری اور ان کے اتحاد کے لئے مؤثر اقدامات پر زور دیا اور اپنی تحریک کا مقصد ان الفاظ میں بیان کیا کہ

"To establish for the Jews people a politically recognized legally assured home in Palestine. If you will it, it need not remain a dream."

یہودی عوام کے لئے سیاسی طور پر فلسطین میں ایک ایسی حکومت قائم کرنا جو سیاسی طور پر مسلمہ ہو اور جس کو قانونی تحفظ حاصل ہو۔ اگر تم اس کی خواہش رکھتے ہو تو یہ خواب نہیں ہوگی۔

ہرزل نے اس تحریک کو عالمی سطح پر چلایا اس نے اس کے لئے سلطان ترکی سے خصوصی مراعات طلب کیں۔ قیصر ولیم جرمنی سے سفارش کرائی لیکن سلطان عبدالحمید مرحوم نے اس کے عزائم کو مسترد کر دیا۔

اس پر ہرزل نے سلطان کی حکومت کا تختہ الٹنے کی تدابیر شروع کر دیں اور ساتھ ہی ساتھ ترکی و عربی قوم پرستی کی بنیاد رکھ دی جس نے آہستہ آہستہ سلطنتِ عثمانیہ کی بنیادوں کو کھوکھلا کر دیا۔

۱۹۰۱ء میں ہرزل کی وفات کے بعد یہودیوں کی قیادت ڈاکٹر وائزمین (Chaim Wiseman) کے ہاتھ آئی۔ یہ شخص روس کا رہنے والا تھا اور پہلی جنگ عظیم سے قبل مانچسٹر یونیورسٹی میں کیمیا کا ریڈر تھا۔ وائزمین بڑی پرکشش اور سیاسی گفتگو میں ید طولیٰ رکھتا تھا۔

اس نے یہود کے قومی فنڈز سے ۱۹۰۹ء میں جافہ کی شمال مشرق جانب تل ابیب کا شہر آباد کیا اور فلسطین جانے والے مہاجر یہودیوں کے

لئے امیگریشن بیورو قائم کیا، جس کے دفاتر جافہ۔ حیفہ اور یروشلم میں تھے۔ اس طرح فلسطین میں یہود کی آبادی رفتہ رفتہ بڑھنے لگی۔

بعد ازاں یہود نے پریس میں بھی ہاتھ پاؤں پھیلانے شروع کر دیئے اور مانچسٹر گارڈین کے یہودی ایڈیٹر سی پی سکاٹ اور ایک دوسرے صحافی سائیڈ باتھم نے مل کر مانچسٹر سکول آف زیونزم کی بنیاد رکھی۔ یہ سکول یہودیت کی فکر سیاست اور پروپگنڈے میں بہت اہم ثابت ہؤا۔ پہلی جنگ عظیم کے آغاز پر یہودیوں نے وائزمین کی سرکردگی میں ترکی، جرمنی اور برطانیہ سے سودا بازی کی کوشش کی۔ ان میں سے پہلے تو کسی نے کان نہ دھرا لیکن بعد ازاں رفتہ رفتہ برطانیہ نے ان کی وفاداریاں خرید لیں اور ۱۹۱۷ء میں اعلان بالفور ہؤا۔

انگریز و یہود اتحاد

برطانیہ کو چونکہ جنگ میں عربوں کی امداد کی ضرورت تھی لہذا اس نے عربوں سے طرح طرح کے وعدے کئے اور جنگ کے خاتمہ پر عثمانیوں کے عرب مقبوضات آزاد ملکوں میں تبدیل کر دینے کا اعلان کیا لیکن اسے یہود کی امداد بھی درکار تھی لہذا یہودیوں سے بھی مبالغہ آمیز وعدے کئے گئے۔ جرمنی کی للچائی ہوئی نظریں بھی مشرق وسطیٰ پر تھیں۔ اس طرح یہود کو اپنی قیمت بڑھانے کا موقع مل گیا۔ نیز یہود کا امریکہ میں بے پناہ اثر بھی تھا۔ وہ نہ صرف امریکی پریس پر چھائے ہوئے تھے بلکہ حکومت کی پالیسی بھی ان کے ہاتھ میں تھی۔ برطانیہ امریکہ کو اپنی طرف سے جنگ میں شامل کرنا چاہتا تھا کیونکہ امریکہ کے بغیر جنگ کے لئے نہ مطلوبہ سرمایہ فراہم ہو سکتا تھا نہ ہی اسلحہ لہذا برطانیہ نے یہود کو رام کرنے کی کوشش کی۔

حمایت کی تیسری وجہ ڈاکٹر وائزمین کی خدمات تھیں جس نے کیمیائی جنگ کے کئی ہتھیار تیار کر کے انہیں برطانیہ کے سپرد کر دیا تھا۔ ان سب وجوہات کا نتیجہ اعلان بالفور کی شکل میں نکلا۔ اس سارے اعلان میں عرب کا لفظ تک نہ تھا۔ شاہ فیصل نے بھی اعلان اس شرط پر قبول کر لیا کہ اگر معمولی سی کمی بیشی ہوگئی تو اس اعلان کا ایک لفظ بھی قبول نہیں کیا جائیگا۔

اس اعلان نے دنیا بھر کی سیاست کو متاثر کیا۔ عربوں اور یہودیوں میں مستقل کشمکش کی بنیاد رکھ دی۔ یہود کی فلسطین میں آمد اور عربوں کی بے دخلی کا سلسلہ بڑھتا گیا اور اس طرح وہ اپنے منصوبے کا اولین مرحلہ طے کرنے میں کامیاب ہوگئے۔

یہ ایک افسوسناک حقیقت ہے کہ محوری طاقتیں ہوں یا اتحادی قوتیں سبھی نے مشرق وسطیٰ کے اسلامی ممالک کو اگر ایک مرحلہ پر اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرنے کی کوشش کی تو وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ وہی انہیں للچائی ہوئی نظروں سے دیکھنے لگیں۔ دوستی کے پردے میں انہوں نے مسلمانوں کی پیٹھ میں چھرا گھونپنے کی ناکام کوششیں کیں۔ مصر، ترکی، اردن اور ایران نے بالخصوص بارہا ان مراحل کے تلخ تجربے کئے۔ ان پر معاہدے ٹھونسے جاتے رہے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ دونوں عالمی جنگوں کے دوران یا اس سے قبل وادئ نیل سے لے کر تہران تک جو معاہدے کئے گئے وہ سبھی ایک دوسرے سے مشابہ تھے۔ یہ معاہدے کبھی اپنی بات منوانے کے لئے کئے گئے اور کبھی کسی اسلامی ملک کے تحفظ کو ناگزیر خیال کرتے ہوئے۔

مشرق وسطیٰ صدیوں سے ان مراحل سے گزر رہا ہے اور نہ جانے کب تک اسے ان توسیع پسندوں اور سامراجیوں کے ان ہتھکنڈوں سے دوچار ہونا پڑے گا۔ شاید اس وقت تک جب اسے اپنی حالت خود بدلنے کا خیال نہیں آتا۔

یہودیوں کے مقاصد

اسرائیلی پارلیمنٹ کے صدر دروازے پر اسرائیل کا جو نقشہ کندہ کیا ہؤا ہے، اس میں اسرائیل کی سرحدیں نیل و فرات سے لے کر مدینہ منورہ تک دکھائی گئی ہیں۔ اس نقشے کے مطابق امریکی صدر روزویلٹ نے شاہ سعود کو یہ پیشکش کرنے کی جرأت کی تھی کہ خیبر کا جو علاقہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں حضرت علیؓ کے ہاتھوں فتح ہؤا تھا، وہ چار کروڑ تیس لاکھ ڈالر کے عوض یہودیوں کے ہاتھ بیچ دیا جائے۔ اس نقشے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہودی مشرق اوسط میں عرب طاقت کا خاتمہ اور مملکت اسرائیل کی توسیع چاہتے ہیں۔ ہمارے اس دعوے کی تائید مندرجہ ذیل شہادت بھی کرتی ہے۔

۳ مئی ۱۹۴۳ء کو صدر روزویلٹ کے مشرق اوسط کے نمائندے جنرل پیٹرک جے ھرلے نے اپنی رپورٹ میں لکھا تھا کہ فلسطین میں صیہونی انجمن نے اس تین نکاتی منصوبے پر کاربند رہنے کی نشاندہی کی ہے۔

۱۔ فلسطین سے عرب آبادی کی آخر کار عراق منتقلی۔

۲۔ پورے مشرق اوسط کی اقتصادیات اور انتظامی شعبوں میں یہودی قیادت کا قیام۔

۳۔ خود مختار یہودی مملکت کا قیام جس میں فلسطین کے علاوہ شرق اردن بھی ہوگا۔

اسرائیلی حکومت کی سالانہ کتاب ۵۲-۱۹۵۱ء میں بن گوریان نے لکھا ہے کہ ہماری مملکت اپنے وطن کے مغربی علاقے میں ابھری ہے اور اس کے صرف چھوٹے سے حصے کو آزادی نصیب ہوئی ہے۔ اسرائیلی وزیر دفاع نے ۱۲ فروری ۱۹۵۲ء کو کہا تھا

"فوجوں کی ذمہ داری ہے کہ وہ اس وقت تک جنگ جاری رکھیں جب تک اسرائیلی امپائر قائم نہ ہو جائے"۔

معروف یہودی لیڈر مناحیم بی جن نے جو کابینہ کا وزیر بھی تھا، ۱۲ اکتوبر ۱۹۵۵ء کو پارلیمنٹ میں تقریر کرتے ہوئے کہا تھا

"ہمیں عرب ممالک کے خلاف دفاعی جنگ فوراً شروع کر دینی چاہئیے اس سے دو مقاصد حاصل ہونگے۔

۱۔ عرب طاقت کی کمر ٹوٹ جائے گی۔

۲۔ ہماری مملکت کی سرحدیں وسیع ہوں گی۔

اسرائیلی وزیر اعظم بن گوریان نے ۲۵ اپریل ۱۹۵۰ء کو عالمی صیہونی تنظیم کے سالانہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

"صرف یہی اسرائیل ہی ایک ایسی ریاست ہے جو بذات خود مقصد نہیں ہے، لیکن مقاصد کے حصول کا ذریعہ ہے۔"

اسرائیل اعلیٰ انسانی قدروں پر یقین نہیں رکھتا، نہ ہی جمہوریت پر خواہ وہ پارلیمانی ہوں یا صدارتی، کیونکہ یہودیت کا جدید مسیح ڈاکٹر ہرزل کہتا ہے "عوام جمہوریت کے اہل نہیں، نہ ہی وہ آئندہ ہوں گے۔ مدبرانہ اور معقول پالیسیاں پارلیمانی اداروں کی تخلیق نہیں ہوتیں بلکہ عظیم شخصیتیں جو تاریخی قوتوں کی پیداوار ہوتی ہیں، عوامی خواہشات کی بہترین ترجمانی کرتی ہیں۔ جب اسرائیل قائم ہوا تو چھ لاکھ عرب بے گھر ہو چکے تھے۔ ان کی امداد کے لئے عرب ممالک میدان میں آئے لیکن اسرائیل کو تمام بڑی طاقتوں کی حمایت حاصل تھی۔ لہٰذا جب وہ مزید کافی علاقہ حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا تو سلامتی کونسل نے جنگ بندی کرادی اور مغربی گلیل، جافہ اور یروشلم کے اس حصہ پر قبضہ کر لیا جو مملکت عرب کے لئے مخصوص تھا۔

عربوں کی ناکامی کے اسباب:

عربوں کی ناکامی کے اسباب اور محرکات مندرجہ ذیل ہیں:۔

۱۔ پہلا سبب وہ مغربی تہذیب اور دولت و ثروت کی ریل پیل ہے جو ان کے ممالک میں سوتوں کی طرح ابل پڑی ہے۔ اس نے مجاہدانہ مزاج رکھنے والی امت کو تن آسان، عیاش اور آرام طلب بنا دیا ہے۔ جانبازی، مہم جوئی، حوصلہ مندی، خود اعتمادی اور ثابت قدمی کے اوصاف دفتر پارینہ بن گئے ہیں۔ خدا کے احکام و فرامین کی قیمت ان لوگوں کی نظروں میں کم ہو گئی ہے اور منکرات و معاصی کی قیمت بڑھ گئی۔ بے حیائی، فسق و فجور اور الحاد و زندقہ پھیلانے والا لٹریچر گھر گھر پھیل گیا ہے۔

دوسرا سبب عربوں کا باہمی اختلاف ہے۔ دین سے دور ہونے کے سبب جدید ملحدانہ نظریات نے عربوں کو گھیر لیا اور وہ سرمایہ دار سوشلسٹ بلاکوں میں بٹ کر رہ گئے۔ ان کے اختلافات اتنے شدید ہیں کہ امریکہ و برطانیہ کو آج تک کسی چیز پر بھروسہ ہے تو عربوں کی اس تقسیم پر ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ عربوں نے فلسطین کے مسئلے کو مقامی رنگ دے دیا ہے۔ وہ اسے عرب قومیت کی بنیادوں پر حل کرنا چاہتے ہیں۔ وہ اللہ کے سپاہی بن کر لڑنے کی بجائے عرب سپاہی بن کر لڑنا چاہتے ہیں۔

اس طرح فلسطین کی حیثیت محض ایک قطعۂ زمین کی رہ جاتی ہے اور اس کی مخصوص مذہبی حیثیت جو جذبات کو ابھار سکتی ہے ختم ہو جاتی ہے حالانکہ فلسطین جس میں مسلمانوں کے مقامات مقدسہ ہیں تمام عالم اسلام کی مشترکہ میراث ہے اور مسلمانوں کی فوجی و سیاسی قوت یقیناً اسرائیل کی کمر توڑ سکتی ہے۔

دوسرے اسباب میں سے ایک سبب یہودیوں کا اثر و نفوذ ہے۔ بڑے بڑے سرکاری اور فوجی افسروں کی بیگمات یہودی عورتیں ہیں اور وہ صیہونی مفادات کے لئے کام کرتی ہیں۔

ایک اور سبب جدید ترین اسلحۂ جنگ کے استعمال میں عدم مہارت ہے۔ عرب سیاستدانوں نے مصنوعی سطح اور وقتی نعروں سے قوم کو حقیقت حال سے بے خبر رکھا اور شخصی قیادت کی بقا و سلامتی کو مقدم سمجھا۔

اسلامی نظام معیشت کی بجائے غلط اور کافرانہ نظام معیشت اپنانے لگے جس سے ایک طبقہ دولت کی فراوانی کے ہیضے میں مبتلا ہو گیا اور دوسرا نان شبینہ کے لئے بلکنے لگا۔ خداوند قدوس جو مالک الملک اور احکم الحاکمین و قادر مطلق ہے اس سے غفلت اختیار کر کے طاغوتی طاقتوں کو قبلۂ حاجات سمجھا جانے لگا اور مغربی طاقتوں کی کاسہ لیسی شروع کر دی گئی۔

اسلامی فلسفۂ تعلیم کی جگہ خدا بیزار اور آخرت فراموش نظام تعلیم کو اپنایا گیا اور اسی کو معراج ترقی سمجھا گیا۔

اقتدار طاقت کے باوجود قوانین الٰہیہ کے نفاذ میں مجرمانہ غفلت برتی گئی۔

پس چہ باید کرد:

یہودیوں نے اپنے رذیل مقاصد کی تکمیل کے لئے ۱۸۹۷ء سے باقاعدہ کام شروع کیا اور ستر سال کی طویل منصوبہ بندی، صبر آزما حالات کے مقابلے اور دامے، درمے، سخنے قربانیاں دے کر بیت المقدس پر قبضہ کا خواب پورا کیا ہے۔ اتنی جانفشانی سے حاصل کردہ گوہر نایاب سے وہ یوں ہی دست کش نہیں ہو جائیں گے اور نہ ہی مسلمان محض بلند بانگ دعاوی اور ہنگامی اقدامات سے اپنے سینے میں پیوست خنجر کو نکال سکتے ہیں۔ ایک مرتبہ پہلے بھی جب صلیبی بیت المقدس پر قابض ہو گئے تھے تو مسلمانوں کو لگا تار نوّے برس محنت کرنی پڑی تھی۔ آج بھی طویل اور حقیقت پسندانہ منصوبہ بندی کی ضرورت ہے۔ میری رائے کے مطابق اسرائیل کے خاتمے اور مسجد اقصیٰ کی حرمت و حفاظت کی خاطر مندرجہ ذیل اقدامات

بقیہ: حضرت مولانا محمد اسعد مدنی کا درس قرآن

کے ساتھ تعلق جوڑنا چاہیئے اور یہ نعمت عظمیٰ ہے یہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو جتنے معجزات دیئے گئے سب سے بڑا معجزہ قرآن کریم ہے۔ اس کو چھوڑ کر نجات نہیں مل سکتی، اس کے ساتھ تعلق جوڑ دو۔ دونوں جہانوں کی نعمتوں سے مالامال ہو جاؤ گے۔

اللہ تبارک تعالےٰ ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلائے اور نفس و شیطان کے مکائد سے ہم سب کو محفوظ رکھے۔ آمین

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ وارنا مناسکنا۔ وتب علینا انک انت التواب الرحیم۔

شاکر بصیر پوری

ہم سوادِ اعظم ہیں

یہ جمعیۃ العلماء دسترخوان کا دفتر ہے۔ دفتر کے اندر مولانا خفقانی اپنی ریشِ حنائی اور جبے میں ملبوس دسترخوان پر تشریف فرما ہیں۔ سامنے حلوہ دھرا ہوا ہے اردگرد کارکن تشریف رکھتے ہیں۔ سبھی کی نظریں حلوہ پر مرکوز ہیں۔ بہت سوں کے منہ سے رال کا ایک نہ ٹوٹنے والا تار فرش تک چلا گیا ہے۔

مولانا خفقانی (تھوڑا سا حلوہ منہ میں رکھتے ہوئے) عزیز کارکنو! آپ ہماری تنظیم کی عظیم قوت ہیں۔ اس لئے آپ کا جسم جان کے لحاظ سے مضبوط ہونا بہت ضروری ہے۔ میں یہ دیکھ کر خوش ہو رہا ہوں کہ آپ کے گنبد شکم گنبد فلک کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ آپ کی گردنیں بھینسوں کو مات کر رہی ہیں۔ یہ سب آپ کی خوش خوراکی کی دلیل ہیں۔ یہ سب باتیں ثابت کرتی ہیں کہ آپ کا تنظیم کے نشان مخصوص یعنی حلوہ سے زبردست تعلق ہے۔ آپ لوگ اگر حلوہ کھانا چھوڑ دیں تو ہماری ملت کے مردے جنت میں بھوکے مر جائیں۔ میں آپ کے جذبۂ خدمتِ خلق کی قدر کرتا ہوں۔ میں آپ کو ایک عجیب و غریب خوشخبری سناتا ہوں کہ آپ کی اس ملک میں اکثریت ہے۔ اس لئے ہم لوگ سوادِ اعظم ہیں۔

ایک کارکن دوسرے سے (سرگوشی کے انداز میں) اگر ہماری اس ملک میں اکثریت ہو گئی تو ہمیں حلوہ کون کھلائے گا؟ (یہ کانا پھوسی سبھی کارکن کرتے ہیں اور سب کے چہروں پر ہوائیاں اڑنے لگتی ہیں)۔

مولانا خفقانی: (کارکنوں کے چہرے بھانپ کر) عزیز کارکنو! آپ پریشان نہ ہوں اکثریت کبھی آپ کے ساتھ دسترخوان پر نہ بیٹھے گی اور ویسے بھی آپ لوگ اس معاملے میں کافی احتیاط برتتے ہیں۔ عام لوگوں کو اپنے ساتھ دسترخوان پر بٹھا کر ان کی عادتیں خراب نہیں کرتے۔ میں آپ کے اس فعل کی قدر کرتا ہوں۔ آپ کو سوادِ اعظم کہنے سے میرا مطلب یہ ہے کہ اکثریت آپ کے خیالات کی کافی قدر کرتی ہے چونکہ آپ کا "المومن یحب الحلوہ" کے ماٹو پر سخت ایمان ہے اس لئے آپ کی زبان میں مٹھاس ہے آپ کی گفتگو میں شیرینی ہے کیونکہ آپ کی زبان کا معدے سے ڈائرکٹ کنکشن ہے۔ عزیزان گرامی! لوگ آپ کی باتیں سنتے ہیں، آپ کی تحریریں پڑھتے ہیں دیکھئے آپ کا ماہنامہ "خفقان" ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں بکتا ہے۔ کہیئے بھئی مسٹر خفقان! آپ کے رسالے کی اشاعت کتنی ہے؟

(ایڈیٹر خفقان رسالے کی رپورٹ پیش کرنے کے لئے کاغذوں کو الٹتا پلٹتا ہے)۔

ایڈیٹر خفقان: گرامی قدر حضرت مولانا خفقانی! آپ ہمارے نزدیک حق و باطل کی نشانی ہیں اور آپ کے ہوتے ہوئے ہمارے ہاں پریشانی کے آنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ہمارا رسالہ اگرچہ صرف ایک ہزار چھپتا ہے لیکن اس کے باوجود ہمارے دفتر میں اس کے ہر ماہ ڈھیر کے ڈھیر موجود رہتے ہیں۔ ہمارے دفتر میں کافی رونق ہے۔ ادھر ادھر ہر ماہ کے سینکڑوں رسائل آپ کو نظر آئیں گے۔ ہمارا دفتر ایک بڑے رسالے کا دفتر معلوم ہوتا ہے۔ آپ کی دعاؤں کا نتیجہ ہے یا آپ کی متوازن پالیسی کا اثر کہ بڑے بڑے امیر لوگ ہمیں ہزاروں روپے چندہ دیتے ہیں۔

مولانا خفقانی: (بڑے خوش ہو کر) دیکھا آپ نے کہ اس ملک میں آپ کے خیالات کے کس قدر قدردان موجود ہیں۔ جب تک یہ قدردان موجود ہیں ہمارا پروگرام ترقی کرتا رہے گا۔ ہمارے رسالے چھپتے اور بکتے رہیں گے۔ ہمارے رسالے اس قدر کثیر الاشاعت ہیں کہ گھروں اور دکانوں میں ان کا سمیٹنا مشکل ہے۔ اس لئے یہ فٹ پاتھ پر اکثر نظر آتے ہیں جہاں کباڑیے انہیں سینت سینت کر رکھتے ہیں کیونکہ ان کا وہاں سے منتقل ہونے کا صرف اسی وقت سوال پیدا ہوگا جب ملک میں ردی کی قلت ہوگی اور اس کی توقع بہت کم ہے۔ چنانچہ یہ بات ثابت ہوئی کہ ہم سوادِ اعظم ہیں یعنی حلوہ کھلانے والوں کی اکثریت ہے۔ نیز ہم ملت کے عظیم بہی خواہ ہیں کیونکہ ہم حلوہ کھاتے ہیں ورنہ لوگوں کے مردے بھی ان کے زندوں کی طرح بھوکے مر جائیں۔ اچھا آئیے! اب ہم حلوے کی شان میں چند شعر پڑھیں۔

پردہ گرتا ہے۔

مولانا خفقانی دفتر میں پریشان بیٹھے ہیں کہ نہ جانے اب کیا ہو۔ کارکن اپنی خوبصورت توندیں سہلا رہے ہیں۔ لیڈران کی توندوں کی مزاج پرسی کے لئے ان کی توندوں کو سہلا رہے ہیں۔ کئی کارکن جو بہت زیادہ مجروح دکھائی دیتے ہیں انہیں دسترخوان پر

ایڈیٹر کے نام ......

پپلاں شہر کو تباہی سے بچائیے

اگرچہ اخبارات و جرائد میں گاہے بگاہے میانوالی کے مسائل کے بارے میں مواد شائع ہوتا رہتا ہے لیکن نہ جانے کیا وجہ ہے کہ کارپردازانِ حکومت ٹس سے مس نہیں ہوتے۔

تحصیل میانوالی کا ایک اہم شہر پپلاں (لیاقت آباد) جس کی آبادی تقریباً چالیس ہزار کے قریب ہے دریائے سندھ کے مشرقی کنارے پر آباد ہے اور آج کل دریا نے اپنا رخ آبادی کی طرف کرکے کٹاؤ شروع کیا ہوا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر وقت یہ خطرہ لاحق رہتا ہے کہ نہ جانے کب سوتے میں ہی پانی سر پر پہنچ جائے۔ جبکہ اہل شہر اپنی نشیبی آبادی ہتہ مہربان شاہ کے حشر سے خائف ہیں جس کو کہ گذشتہ سال دریا تمام آبادی کو بہا کرلے گیا تھا اور حکومت محض ایک تماشائی کی حیثیت سے دیکھتی رہی جبکہ ریلوے محض اپنی پٹری اٹھا کرلے گئی حالانکہ جتنے خرچ سے ریلوے نے نئی لائن تعمیر کروائی ہے اس کے تقریباً نصف سے بند تعمیر ہوسکتا تھا جس سے شہر کی بھی حفاظت ہوسکتی تھی اور سابقہ لائن بھی بچ جاتی۔

ریلوے کا ذکر چلا ہے تو یہ بھی سنتے چلیے کہ پپلاں کی اتنی بڑی آبادی ہونے کے باوجود رات کے وقت عطاء اللہ ایکسپریس جو کہ ملتان سے پنڈی۔ پنڈی سے ملتان جاتی ہے کا سٹاپ پپلاں نہیں ہے حالانکہ یہاں کپڑے کی مل بھی ہے اور اچھا خاصا کاروباری شہر ہے ـــ خانقاہ سراجیہ۔ یہاں پر اٹامک انرجی کا کام بھی ہو رہا ہے۔ واپڈا کا پروجیکٹ بھی ہے۔ خود خانقاہ سراجیہ اور خانقاہ نور محمد صاحب دو بڑی بڑی روحانی خانقاہیں ہیں۔ دیگر دیہاتی آبادیاں بھی لگتی ہیں لیکن اس اسٹیشن کو اپنی پیدائش سے آج تک محض بجلی تک بھی میسر نہیں آسکی، حالانکہ ساتھ ہی گرڈ اسٹیشن بھی ہے اور چاروں طرف بجلی کے کھمبے بھی۔

اسی طرح گاڑی چاہے جسقدر لیٹ ہو یہاں پر بس بیٹھے رہیئے۔ کوئی پتہ نہیں چل سکتا کہ کب آئے گی۔ اگر عملہ کو محض ایک ٹیلیفون دے دیا جائے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے کم ازکم مسافروں کو تو سہولت حاصل ہو جائے گی۔ دوسرے نہ معلوم رات کی گاڑیوں کا سٹاپ یہاں بھی کیوں ختم کر دیا گیا ہے حالانکہ سابقہ ٹائم ٹیبل میں تھا۔ بہرحال یہ بھی از خود ایک مسئلہ ہے کہ ریلوے اصول کے تحت جنکشن کے بعد پہلا اسٹیشن کراس اسٹیشن ہوتا ہے۔ اب بھلا اس کی کیا تک ہے کہ تمام ضلع میانوالی کے لیے لاہور سے تمام دن میں محض ایک گاڑی ماڑی انڈس جاتی ہے۔ اس کے بعد کوئی گاڑی نہیں۔ کیا یہ ظلم نہیں۔ اسی طرح اگر اس کو دو حصے کرکے ایک حصہ کو بھکر تک بھیج دیا جائے تو کتنا اچھا ہو۔ اسی طرح فیصل آباد ریل کار کو بھی ماڑی انڈس کھڑا کر دینے کی کیا تک ہے۔ کیوں نہ بھکر کی جانب اس کا بھی رخ موڑ دیا جائے۔ کیا حکومت کے کارپردازان ہمارے ان مسائل کی جانب توجہ مبذول فرما کر ہماری حق رسی کریں گے۔

حافظ محمد اسلم
حافظ حفیظ الدین
پپلاں، ضلع میانوالی۔

مذہبی اور سیاسی تفرقہ بازی سے باز آئیے۔

جمعیۃ علمائے پاکستان کے فرقہ پرست ٹولے نے جب سے سیاسی دنیا میں قدم رکھا ہے، ان لوگوں نے سیاست میں بھی نفاق سے کام لینا شروع کر دیا ہے خصوصاً گوجرانوالہ کا ایک رسوائے زمانہ نام نہاد مذہبی جریدہ جس کی مقبولیت اور ترقی کی رفتار کا اندازہ اس تنزل سے لگایا جا سکتا ہے کہ پہلے وہ ہفت روزہ تھا پھر پندرہ روزہ اور کچھ عرصہ بعد ماہنامہ بنا، مبینہ طور پر مذہبی منافرت پھیلا رہا ہے حتیٰ کہ حکومت پاکستان کی اتحاد عالم اسلام کی مساعی اور ائمہ حرمین شریفین کو انتہائی سوقیانہ انداز میں ہدف تنقید بنا رہا ہے۔ اسے نہ تو اتحاد ملت کا احساس اور نہ اس مظلوم ملک کی سلامتی و بقا سے کچھ غرض ہے۔ اس کے تمام تر مضامین تفرقہ بازی۔ منافرت اور شر انگیزی پر مبنی ہوتے ہیں۔ میں اس بے ہودہ اور فحش گو کے ذمہ دار افراد خاص طور پر معروف فسادی اور فتنہ انگیز ملاں ابوداؤد کو انتباہ کرتا ہوں کہ اپنے اس معسندانہ رویہ سے پہلوتہی اختیار کریں اسی میں ملت اسلامیہ کی بقا و سلامتی ہے۔

حکیم حسین احمد،
امیر انجمن ارشاد المسلمین،
پوسٹ بکس ۲۲۰، گوجرانوالہ

۲ دو اساتذہ دیجیے:

مکرمی!

محلہ نئی آبادی کھیوڑہ تحصیل پنڈ دادن خان ضلع جہلم کے عوام جناب ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر ضلع جہلم سے پر زور مطالبہ کرتے ہیں کہ "گورنمنٹ پرائمری سکول نئی آبادی کھیوڑہ" میں طلبا کی تعداد ۲۴۰ ہے جبکہ اساتذہ صرف تین ہیں جو تعداد طلباء کے لحاظ سے ناکافی ہیں۔ اس لئے صوبائی حکومت سے کم ازکم سکول مذکورہ کے لئے دو مزید پی۔ ٹی۔ سی اساتذہ کی اسامیاں منظور کراکے جلد از جلد نئی تقرریاں کی جائیں۔

حافظ محمد اشرف
محلہ نئی آبادی کھیوڑہ، تحصیل پنڈ دادنخان،
ضلع جہلم

ہم علماءِ حق کی قیادت کو اپنے لئے قابلِ فخر سمجھتے ہیں

—— قائد طلباء میاں محمد عارف

مرکزی راہنما ۱۰ رمضان المبارک سے صوبہ سرحد کے تفصیلی دورہ پر روانہ ہوں گے

گذشتہ روز جمعیۃ طلباءِ اسلام صوبہ پنجاب کے زیرِ اہتمام مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ میں ایک عظیم الشان سہ روزہ تربیتی اجتماع منعقد ہوا۔ صوبہ پنجاب کے مختلف اضلاع سے تعلق رکھنے والے جمعیۃ طلباءِ اسلام کے ساتھیوں نے اس اجتماع میں شرکت کی لیکن اس دفعہ اس اجتماع میں جمعیۃ طلباءِ اسلام گوجرانوالہ کے کارکن خاصی تعداد میں موجود تھے اور یہ جمعیۃ گوجرانوالہ کے راہنماؤں جناب فاروق شیخ، ظفر لیلین بٹ، اور عبدالوحید شہزاد کی محنتوں کا ثمرہ تھا۔ ان راہنماؤں نے اس اجتماع کو کامیاب بنانے کے لئے شبانہ روز محنت کی۔ اجتماع سے قبل پورے ضلع کا ایک تفصیلی دورہ کیا گیا۔ کارکنوں کو تربیتی اجتماع کی اہمیت سے آگاہ کیا گیا جس کے نتیجے میں کافی تعداد میں کارکن اس دفعہ تربیتی اجتماع میں شریک ہوئے اور علماء اور قائدین کے خطابات سے مستفید ہوئے۔

اس اجتماع کی مختلف نشستوں سے جن قائدین علماء کرام اور طلباء لیڈران نے خطاب کیا ان کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:۔

۱۔ جناب ندیم اقبال اعوان، مرکزی نائب صدر جمعیۃ طلباءِ اسلام پاکستان۔

۲۔ جناب عبدالرؤف ربانی، چیئرمین کنوینگ کمیٹی، جمعیۃ طلباءِ اسلام صوبہ پنجاب

۳۔ جناب محمد ادریس، سیکرٹری کنوینگ کمیٹی، جمعیۃ طلباءِ اسلام پاکستان۔

۴۔ جناب ظہیر میر، ناظم اطلاعات، جمعیۃ طلباءِ اسلام پاکستان۔

۵۔ قائد طلباء میاں محمد عارف، مرکزی صدر، جمعیۃ طلباءِ اسلام پاکستان

۶۔ جناب حضرۃ مولانا عبدالقدوس صاحب قارن نائب مہتمم مدرسہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ۔

۷۔ حضرت مولانا علامہ سعید الرحمٰن صاحب علوی، مدیر ہفت روزہ خدام الدین۔

۸۔ حضرت مولانا زاہد الراشدی صاحب مرکزی ناظم اطلاعات جمعیۃ علماءِ اسلام پاکستان۔

ان تمام راہنماؤں نے اپنے اپنے دیئے گئے موضوعات پر سیر حاصل تبصرہ کیا۔ طلباء کے سوالات کے جوابات دیئے اور طلباء کو ایک منظم طریقہ سے جمعیۃ طلباءِ اسلام کے سٹیج سے لِتبدِ الامر کے نفاذ کے لیے سرگرم عمل ہونے کی تلقین کی۔ طلباء ان حضرات کی تقاریر سے مطمئن نظر آتے تھے، اس لئے انہوں نے بلا خوف و جھجک اِن راہنماؤں سے سوالات کر کے اپنے مسائل اور مشکلات کو حل کیا۔

اجتماع کی ایک طویل نشست سے قائدِ طلباء جناب میاں محمد عارف مرکزی صدر جمعیۃ طلباءِ اسلام نے "علماء حق کی قیادت کیوں ضروری ہے؟" کے عنوان سے مفصل خطاب فرمایا۔ آپ نے کہا کہ وہ علماء حق ہی تھے جنہوں نے اس برصغیر میں انگریز کی شاطرانہ چالوں اور مکاریوں کا مردانہ وار مقابلہ کیا اور اس کے لئے ان پر مصائب و آلام کے جو پہاڑ ٹوٹے تاریخ انہیں کبھی بھی فراموش نہیں کر سکتی۔ آپ نے کہا کہ ایک منظم سازش کے تحت ملک میں ان علماءِ حق کے کردار کو مسخ کر کے پیش کیا جا رہا ہے تاکہ اس ملک کے باسی اسلامی نظام کے نور سے منور نہ ہو سکیں۔ آپ نے طلباء سے کہا کہ آپ لوگوں کا فرض ہے کہ آپ گلی گلی کوچہ کوچہ پھیل جائیں اور لوگوں کو ان علمائے حقانی کے کارناموں سے آگاہ کریں جنہیں آج بھی تاریخ اپنے ماتھے کا جھومر سمجھتی ہے۔ آپ نے کہا کہ جمعیۃ طلباءِ اسلام کو اس بات کا فخر حاصل ہے کہ انہوں نے اپنی رہنمائی کے لئے علماء حق کی قیادت کو منتخب کیا ہے۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ انشاء اللہ تعالیٰ جمعیۃ طلباء اسلام کے جیالے کارکن جلد ہی اپنی کوششوں سے اس ملک میں اسلامی نظام کو نافذ کروانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

شکریہ قبول فرمائیے:

جمعیۃ طلباءِ اسلام پاکستان کے مرکزی اور صوبائی راہنماؤں قائد طلباء میاں محمد عارف جناب ندیم اقبال اعوان۔ جناب عبدالرؤف ربانی اور جناب ظہیر میر نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں ان تمام علماء کرام اور معززین حضرات کا شکریہ ادا کیا ہے جنہوں نے اپنے قیمتی

اوقات کو قربان کر کے جمعیۃ طلباءِ اسلام کے تربیتی اجتماع میں شرکت کر کے طلباء کو اپنے خیالات سے مستفید فرمایا۔ ان راہنماؤں نے امید ظاہر کی ہے کہ آئندہ بھی یہ قائدین ہماری آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے خیالات سے طلباء کو فائدہ پہنچاتے رہیں گے۔ اس سلسلہ میں ان راہنماؤں نے جمعیۃ طلباءِ اسلام ضلع گوجرانوالہ کے رہنماؤں جناب فاروق شیخ۔ جناب ظفر یسین بٹ اور جناب عبدالوحید شہزاد کا خاص طور پر شکریہ ادا کیا ہے اور کہا ہے کہ ان حضرات کی محنتوں اور کوششوں کے نتیجہ میں یہ صوبائی تربیتی اجتماع کامیاب رہا۔

مرکزی راہنما دورے پر:

جمعیۃ طلباءِ اسلام پاکستان کے مرکزی نائب صدر جناب ندیم اقبال اعوان اور مرکزی ناظم اطلاعات جناب ظہیر میر ۱۰ رمضان المبارک سے صوبہ سرحد کے تفصیلی تنظیمی دورہ پر روانہ ہو رہے ہیں۔ یہ دورہ تقریباً دس روزہ ہو گا۔ اس دورے میں صوبہ سرحد کے ہر ضلع کے ہیڈکوارٹر میں جمعیۃ کی تنظیم کے سلسلہ میں غور و خوض کیا جائے گا۔ اس دورے میں ان راہنماؤں کے ساتھ شاعر جمعیۃ سید سلمان گیلانی بھی موجود ہوں گے۔ مرکزی صدر جمعیۃ طلباءِ اسلام میاں محمد عارف نے اپنے ایک بیان میں صوبہ سرحد کی جمعیۃ کے ذمہ داروں کو ہدایت کی ہے کہ ان راہنماؤں کی آمد سے پورا پورا فائدہ اٹھایا جائے تاکہ تنظیمی کام مزید آگے بڑھایا جا سکے۔

ایمن آباد:

گذشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام ایمن آباد (ضلع گوجرانوالہ) کے زیر اہتمام سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ میں ایک عظیم الشان جلسۂ عام منعقد کیا گیا۔ اس جلسے سے جمعیۃ طلباءِ اسلام کے راہنماؤں جناب اشتیاق احمد۔ جناب فاروق شیخ۔ جناب ظہیر میر۔ جناب عبدالرؤف ربانی اور جناب ندیم اقبال اعوان نے خطاب کیا۔ ان راہنماؤں نے جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے نوجوانوں کو سیرۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عملی طور پر اپنانے کی تلقین کی۔ ان راہنماؤں نے کہا ہے کہ اگر نوجوان اپنے آپ کو اسلامی نظام کے لئے عملی طور پر تیار کریں تو کوئی وجہ نہیں کہ یہ ملک مکمل طور پر اسلامی نظام کے نفاذ سے منور نہ ہو سکے۔

گکھڑ (ضلع گوجرانوالہ)

جمعیۃ علماءِ اسلام کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات حضرت مولانا زاہد الراشدی نے طلباء پر زور دیا ہے کہ وہ اسلامی تاریخ اور لٹریچر کا مطالعہ کریں اور اپنے ماضی اور اپنے اسلاف سے آگاہی حاصل کریں تاکہ وہ اپنی ذمہ داری صحیح طور پر ادا کرنے کے قابل ہو سکیں۔

آپ گذشتہ روز دفتر جمعیۃ طلباء اسلام گکھڑ میں جمعیت کے صوبائی راہنما محمد محسن جاوید راہی کے اعزاز میں دیئے گئے استقبالیہ سے خطاب کر رہے تھے۔ طالبعلم راہنما محمد محسن جاوید راہی نے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ

"جمعیۃ طلباء اسلام علماء حق کی قیادت میں ملک میں اسلامی نظام کے نفاذ اور اسلامی نظام کی ترویج کے لئے جدوجہد کر رہی ہے۔"

انہوں نے کہا ہمارا مقصد یہ ہے کہ لارڈ میکالے کے نظام تعلیم کی بجائے قرآن و سنت پر مبنی نظامِ تعلیم ملک میں رائج ہو۔ انہوں نے طلباء پر زور دیا کہ جمعیت کے مشن کو آگے بڑھانے کے لئے سرگرم جدوجہد کریں۔

استقبالیہ میں ضلعی جمعیۃ کے سیکرٹری جنرل جناب ظفر یسین بٹ اور جمعیۃ کے مقامی صدر ملک عبدالشکور نے بھی شرکت کی۔

چاندی والا:

جمعیۃ طلباء اسلام ضلع وہاڑی کے ... جناب محمد زمان صاحب قاسمی نے گذشتہ روز علاقہ چوکی چھیب کے نواحی گاؤں چک ۶۴/۵.۷۷ ع چاندی والا میں جمعیت کے کارکنوں نے خطاب کیا اور جمعیۃ کے سب محقیوں کو سرگرمی سے جماعت کے پروگرام کو آگے بڑھانے کی تلقین کی۔

۱۸ ہزاری (شورکوٹ)

گذشتہ روز جمعیۃ طلباءِ اسلام ۱۸ ہزاری کا ایک اجتماع حضرت مولانا محمد نواز صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جناب محمد امیر صاحب صدر جمعیۃ طلباءِ اسلام ۱۸ ہزاری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ

جمعیۃ طلباءِ اسلام کے کارکن جس جرأت اور پامردی سے اس ملک میں اسلامی نظام کے لئے کوشش کر رہے ہیں اس سے یہ امید کی جا سکتی ہے کہ یہ ملک جلد ہی اسلامی نظام سے ہمکنار ہو جائے گا۔

بنوں:

جمعیۃ طلباءِ اسلام ضلع بنوں کی مجلس شوریٰ کا ایک انتہائی اہم اجلاس زیر صدارت ضلعی صدر محمد اسمٰعیل قریشی منعقد ہوا۔ اجلاس سے محمد اسمٰعیل قریشی، حافظ محمد نواز اور شفیق الرحمٰن نے خطاب فرمایا۔ اجلاس میں آئندہ کیلئے لائحہ عمل مرتب کیا گیا۔ معاونت سازی کی مہم کو کامیاب بنانے کے لئے ایک منصوبے کی منظوری دی گئی۔

پنڈی بھٹیاں

(ضلع گوجرانوالہ)

جمعیۃ طلباء اسلام کے مرکزی نائب صدر جناب ندیم اقبال اعوان ۹ رمضان المبارک کو پنڈی بھٹیاں ضلع گوجرانوالہ میں کارکنوں سے خطاب فرمائیں گے۔

مدارس عربیہ دین مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ستون ہیں۔ مولانا محمد شریف وٹو

نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عملی جامہ پہنایا جائے۔ مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدی

کھروڑ پکا: گذشتہ دنوں جامعہ باب العلوم کا سالانہ جلسہ تقسیم اسناد منعقد ہوا جس میں مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کے امیر مرکزی حضرت مولانا خان محمد صاحب کندیاں شریف جمعیت کے مرکزی نائب امیر حضرت مولانا محمد شریف وٹو۔ جمعیت ساہیوال کے امیر مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدی تنظیم اہلسنت کے سرپرست حضرت مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری مولانا سید منظور احمد شاہ، مولانا حق نواز جھنگوی مولانا ضیاء الرحمن فاروقی، مولانا عبید الرحمن کمالوی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی اور دیگر ممتاز علماء کرام نے خطاب فرمایا۔

جلسہ کی چار نشستیں ہوئیں جس میں علاقہ بھر کے عوام نے بھرپور شرکت کی۔

مولانا محمد شریف وٹو نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ مدارس عربیہ علم و عمل کے گہوارے ہیں اور دین مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے ستون ہیں۔

مولانا حبیب اللہ فاضل رشیدی نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ پاکستان اسلام کے نام پر حاصل کیا گیا تھا لہذا اسلامی نظام یعنی نظام خلافت راشدہ کو عملاً نافذ کرکے پاکستان کے عوام کو سعادت سے مشرف کیا جائے۔

مولانا محمد شریف کاشمیری اور مفتی علی محمد صاحب مہتمم دار العلوم کبیر والا نے بخاری شریف کی آخری حدیث کی تشریح کی اور عوام کو دینی تعلیم حاصل کرنے کی طرف توجہ دلوائی۔

اجلاس کی ایک نشست میں سترہ ۱۷ علماء کرام اور بتیس ۳۲ حفاظ کرام کی دستار بندی کروائی گئی۔ دستار فضیلت حضرت مولانا خان محمد صاحب مولانا محمد شریف کاشمیری، مولانا محمد شریف جالندھری مولانا محمد شریف وٹو، مولانا عبد المجید لدھیانوی مولانا علی محمد نے فضلاء کرام کو عنایت فرمائیں اور یوں یہ جلسہ بخیر و خوبی مولانا خان محمد صاحب امیر مرکزیہ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان کی دعا سے اختتام پذیر ہوا۔

خلافت راشدہ کی طرز پر غیر طبقاتی معاشرہ کی تشکیل سے ہی کمیونزم کے چیلنج کا سامنا کیا جا سکتا ہے۔ زاہد الراشدی

جمعیۃ علماء اسلام کے مرکزی ناظم مولانا زاہد الراشدی نے ۱۹ جولائی سے ۲۷ جولائی تک ساہیوال، چیچہ وطنی، کمالیہ، فیصل آباد، قلعہ دیدار سنگھ، ہری پور، کھلابٹ، حویلیاں، ایبٹ آباد، مانسہرہ، اچھڑیاں، شنکیاری، جبوڑی، بالاکوٹ، بھوئی گاڑ ضلع اٹک اور دیگر مقامات میں جماعتی راہنماؤں اور کارکنوں سے اہم تنظیمی و سیاسی امور پر تبادلہ خیالات کیا اور متعدد تبلیغی اجتماعات سے خطاب کیا۔

آپ نے اپنے خطابات میں جماعتی عہدیداروں اور کارکنوں پر زور دیا کہ وہ تیزی سے تبدیل ہوتی ہوئی سیاسی صورت حال پر نظر رکھیں اور آنے والے دور میں اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کے لئے تیار رہیں۔ آپ نے باہمی رابطہ اور دستور کی پابندی کی اہمیت پر زور دیا اور کہا کہ نظم و نسق اور ڈسپلن کی پوری طرح پابندی کرکے ہی ہم جماعتی و دینی مقاصد میں کامیاب ہو سکتے ہیں۔

دورہ کے اختتام پر ہری پور میں اخباری نمائندوں سے بات چیت کرتے ہوئے آپ نے ملک میں سیاسی سرگرمیوں کی بحالی کا مطالبہ دہرایا اور کہا کہ سیاسی تعطل سے حکومت اور عوام کے درمیان خلیج دن بدن وسیع ہوتی جا رہی ہے۔

آپ نے کہا کمیونزم کے اندرونی و بیرونی خطرات کا مقابلہ کرنے کے لئے ضروری ہے کہ خلافت راشدہ کی طرز پر غیر طبقاتی معاشرہ کی تشکیل کی طرف قدم بڑھایا جائے کیونکہ اس کے بغیر کمیونزم کے چیلنج کا سامنا نہیں کیا جا سکتا۔

سکون شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ میں ہے

شیخوپورہ شہر: امیر ضلع حضرت مولانا عبد اللطیف صاحب انور جمعیۃ علماء اسلام اور خطیب شہر جنرل سیکرٹری مولانا عبد الہادی صاحب ڈڈ گر نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں کہا ہے جب تک پاکستان میں اسلامی اقدار کا تحفظ

اور اسلامی آئین کا نفاذ نہیں ہوتا اس وقت تک ہماری کوشش جاری رہیں گی اور ہم اور کوئی مسلمان بھی چین سے نہیں بیٹھ سکتا سکون صرف شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ میں ہے، جب تک شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قانون نافذ نہیں ہوتا ملک میں سے اضطراب بے چینی، قتل وغارت گری، چوری، بے حیائی ختم نہیں ہو سکتی۔

قانون الٰہی ایک فطری مذہب اور قانون ہے موجودہ حکومت جہاں مادی ترقی کی راہیں سوچتی ہے وہاں بلا تاخیر شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قانون نافذ کر کے عنداللہ بری الذمہ ہو کیونکہ خدا کا ارشاد ہے کہ

"جب ہم اپنے بندوں کو اقتدار دیتے ہیں تو وہ خدا کی زمین پر خدا کے بندوں پر خدا کا قانون نافذ کرتے ہیں۔"

اس کے علاوہ امیر ضلع مولانا عبداللطیف صاحب انور نے فرمایا کہ مہنگائی کی انتہا ہو گئی ہے اس کی طرف حکومت کو خاص توجہ کرنا چاہیئے۔ اگر مہنگائی کا یہی عالم رہا تو غریب کی زندگی اجیرن ہو جائے گی۔ اس کا فوراً سدباب کیا جائے اور احترام رمضان کا آرڈیننس جاری کیا جائے۔

اسلام مسلمانوں کی پناہ گاہ ہے:

امیر جمعیۃ علماء اسلام میاں علی ڈڈگراں اور امیر جمعیۃ علماء اسلام مولانا غلام محمد منڈی چوہڑ کانہ نے مدرسہ جامعہ عربیہ تعلیم الاسلام میاں علی ڈڈگراں کے شعبہ تعلیم نسواں کے سالانہ امتحان کے موقعہ پر خطاب کیا۔

مولانا محمد احمد صاحب امیر جمعیۃ میاں علی ڈڈگراں نے فرمایا کہ اسلام مسلمانوں کی پناہ گاہ ہے مسلمان کی فلاح اور کامیابی اسی میں ہے کہ سادہ زندگی بسر کرے اور اسلام پر عمل پیرا ہو۔ اسلام کی تعلیم کا خلاصہ یہ ہے کہ خالق کو عبادت، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اطاعت اور مخلوق کو خدمت سے راضی کرو۔ آج ایک بھائی کو دوسرے بھائی کا، ایک بہن کو دوسری بہن کا درد اور احساس نہیں رہا۔ یہ دین اسلام سے دوری کا نتیجہ ہے۔ ہر مسلمان کو چاہیئے کہ خود اسلام کے احکام پر عمل پیرا ہو، دوسروں کو دعوت فکر دے۔

حضرت مولانا غلام محمد صاحب نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ

"تم میں بہتر وہ ہے جو قرآن پڑھے اور پڑھائے۔"

اس پرفتن دور میں قرآن کی تعلیم جاری رکھنا جہاد سے کم نہیں جبکہ لوگ اسلام دشمنی کے علاوہ اسلام پر جہالت کے باعث مسلمان استہزا کرتے ہیں۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ ہر گھر میں قرآنی تعلیم ہو تاکہ خدا کی رحمت برکت نازل ہو۔ اس دور میں گمراہی اور فتنوں سے بچنے کے لئے ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے کہ قرآن کی تلاوت اور نماز کی پابندی کرے۔ آخر میں مولانا نے مدرسہ کے لئے ترقی کی دعا فرمائی اور کامیاب طالبات کو مبارکباد دی۔

ہفت وار "اذان" ملتان

ہنگو سیف الاسلام کاکاخیل، نمائندہ اخبار اذان ہنگو ضلع کوہاٹ نے آج ایک بیان میں جمعیۃ علماء اسلام اور قومی اتحاد کے کارکنوں سے اپیل کی ہے کہ وہ ہفت روزہ اذان کے خریدار بن کر "اذان" کو کامیاب بنائیں۔ انہوں نے قاری نور الحق قریشی کو مبارکباد دی۔

اظہار تعزیت:

لاڑکانہ ممتاز عالم دین پیر طریقت حضرت مولانا عبدالکریم صاحب قریشی آف بیر شریف نائب امیر کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام مولانا اللہ بخش عباسی رابطہ سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام ضلع لاڑکانہ، عبدالغفور صاحب ناظم جمعیۃ علماء اسلام ضلع لاڑکانہ۔ لالہ عبدالرحیم جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام، لاڑکانہ شہر اور طالب علم راہنما چانڈکا میڈیکل کالج کی یونین کے جوائنٹ سیکرٹری جناب خالد محمود سومرو نے الحاج مولانا غلام سرور صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام تحصیل لاڑکانہ و صدر قومی اتحاد لاڑکانہ شہر کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج وغم کا اظہار کیا ہے اور مرحوم کی دینی وملی خدمات کو سراہتے ہوئے زبردست خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ مولانا رح بڑے مجاہد تھے۔ ایسے مجاہدوں کا اس پُرفتن دور میں اٹھ جانا ایک ناقابل تلافی نقصان ہے۔ خداوند قدوس کی بارگاہ میں دعا ہے کہ وہ مرحوم کو اپنی خاص رحمت میں اعلیٰ مقام پر فائز فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

افکار وسوانح پر تحقیق:

میں قائد احرار چوہدری افضل حق رح کے افکار وسوانح پر تحقیق کر رہا ہوں۔ جن اصحاب کے پاس چوہدری صاحب مرحوم کے بارے میں کچھ مواد (خطوط، نایاب مضامین) موجود ہو تو مجھے میرے ذیل کے پتہ پر ارسال فرما کر مشکور فرمادیں۔ میں استفادہ کے بعد مواد واپس کر دوں گا۔ امید ہے چوہدری صاحب کے معتقد اور احرار کے قدیم کارکن میرے ساتھ تعاون فرمادیں گے۔

امجد علی شاکر ایم اے
بصیر پور، ضلع ساہیوال (پنجاب)

نماز کے لئے بوگی مخصوص کی جائے:

کراچی: جمعیۃ علماء اسلام لیاری کے راہنما امیر زادہ خان سواتی نے ایک بیان میں چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر اور وزیر ریلوے جناب محمد خان جونیجو سے پُرزور مطالبہ کیا ہے کہ پاکستان میں چلنے والی تمام مسافر

گاڑیوں میں ایک بوگی نماز کے لئے مخصوص کی جائے، کیونکہ دوران سفر مسافروں کو گاڑی میں جگہ نہ ہونے کے سبب نماز میں بڑی تکلیف ہوتی ہے اور اکثر لوگوں کی نمازیں بھی ضائع ہو جاتی ہیں۔ اسلام کا درد رکھنے والی جمہوری حکومت کو چاہیئے کہ وہ اس سلسلہ میں فوری طور پر عملی قدم اٹھائے اور مسلمانوں کا ایک دیرینہ مطالبہ پورا کرے۔

تحصیل خانیوال اور کبیر والہ کے متاثرہ دیہات کی فوری امداد کی جائے:

جمعیۃ علماء اسلام خانیوال کے راہنما اور صوبائی اسمبلی کے سابق امیدوار جناب راؤ محمد اسلم نے اپنے ایک بیان میں حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ چک ۷-۹-R، ۱۵/۸R، ۱۴/۸R، ۱۰/۸-R، ۶/۹-R، ۹/۹-R اور مخدوم پور پہوڑاں کے ملحقہ دیہات کہ جن میں حالیہ بارشوں کی وجہ سے فصل صد فی صد تباہ ہو چکی ہے کئی دیہات بالکل نیست و نابود ہو چکے ہیں اور اکثر میں نصف سے زیادہ مکانات گر چکے ہیں۔ گو حکومت کی طرف سے امداد کا سلسلہ جاری ہے مگر وہ تباہی کے پیش نظر قطعی طور پر ناکافی ہے۔

انہوں نے مزید کہا کہ ہم نے یہ مطالبات جناب اعجاز عظیم ڈپٹی مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر اور کمشنر ملتان کو ان چکوک کے دورہ کے دوران بھی نوٹ کرائے تھے۔ مطالبات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ ان تمام چکوک کو آفت زدہ علاقہ قرار دے دیا جائے۔

۲۔ فصل کی دوبارہ کاشت کے لئے ہر چک میں موقع پر کھاد اور بیج مہیا کیا جائے تاکہ ضرورت مند بینکوں اور کارپوریشن کے دفاتر کے طواف سے بچ سکیں۔

۳۔ جن لوگوں کے مکانات بالکل تباہ ہو چکے ہیں یا نقصان زدہ ہو چکے ہیں انہیں فوری طور پر کم از کم پانچ ہزار فی کنبہ امداد دی جاوے۔

۴۔ جن لوگوں کے ذمہ زرعی قرضہ جات ہیں ان کو ادائیگی کے لئے مزید مہلت دی جائے۔

۵۔ جن لوگوں نے موجودہ تباہ شدہ فصل کے لئے کھاد اور بیج وغیرہ کے لئے قرضہ حاصل کیا تھا ان کے ذمہ کے یہ قرضہ جات اور مالیہ وغیرہ معاف کیا جائے۔

زبیر احمد، محمود احمد:

گذشتہ دنوں جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان اور پاکستان قومی اتحاد بلوچستان کے سیکریٹری اطلاعات حافظ حسین احمد صاحب کے یہاں دو صاحبزادے پیدا ہوئے جن کے نام زبیر احمد اور محمود احمد رکھے گئے۔

اللہ تعالیٰ جناب حافظ صاحب موصوف کے صاحبزادگان کی عمر دراز فرمائیں اور اعلیٰ سیرت کا نمونہ بنائیں۔ آمین

قاری نور الحق صاحب کا دورہ سرگودھا:

سرگودھا۔ ۲۹ جولائی۔ مولانا قاری نور الحق صاحب ایڈووکیٹ جنرل سیکریٹری جمعیۃ علماء اسلام پنجاب ایک روزہ دورہ پر سرگودھا تشریف لائے۔ آتے ہی آپ نے احباب جمعیۃ سے غیر رسمی جماعتی بات چیت کی۔ رات کو جمعیۃ علماء اسلام تحصیل سرگودھا کے صدر الحاج ملک محمد اسلم صاحب نے قاری صاحب کے اعزاز میں عشائیہ دیا جس میں جمعیۃ کے ضلعی اور شہری جمعیۃ کے ممتاز راہنماؤں کے علاوہ اخباری نمائندے بھی شریک تھے۔ قاری صاحب نے اخباری نمائندوں سے بھی غیر رسمی بات چیت کی اور قومی اتحاد کے متعلق مختلف سوالات کے جوابات دیئے۔

۳۰ جولائی کو صبح کا ناشتہ جمعیۃ تحصیل سرگودھا کے نائب صدر جناب ملک جاوید اقبال ابن ملک کرم بخش صاحب کے ہاں کیا۔ بعد ازاں مولانا صاحب فیصل آباد کے لئے تشریف لے گئے۔

وفات حسرت آیات

جناب ڈاکٹر ارشاد اور جناب ڈاکٹر اقبال صاحبان (بیڈن روڈ والے) اور ڈاکٹر ارشاد حسین صاحب (پرانی انارکلی والے) کے برادر اصغر جناب ڈاکٹر امداد حسین خان، ۲۷ جولائی بروز جمعرات اچانک دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئے۔

پسماندگان میں ایک بیوہ اور تین بچے چھوڑے ہیں۔ مرحوم کی عمر ۴۱ سال تھی۔ تبلیغی جماعت کے بڑے سرگرم کارکن تھے۔ مرحوم صوم و صلوٰۃ کے پابند بڑے متقی اور شریف النفس تھے۔

قارئین ترجمان اسلام اور تمام کارکنان جمعیۃ علماء اسلام سے مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ اللہ رب العزت مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ آمین (ادارہ)

قادیانیوں کو کلیدی عہدوں سے ہٹایا جائے:

کراچی (اپ ر) جمعیۃ علماء اسلام کراچی کے رہنما حافظ ضیاء الاسلام نے جنرل فیض علی چشتی کے اس حالیہ بیان کو بے حد سراہا ہے اور

دلی مبارکباد دی ہے جس میں جنرل صاحب نے فرمایا ہے کہ اسلام کے سوا پاکستان میں کسی مذہب کی تبلیغ کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ حافظ صاحب نے کہا اس بیان کی روشنی میں اور آئین کی رو سے غیر مسلم قادیانیوں کو ان کے کوٹہ کے مطابق ملازمت دی جائے اور ان کو تمام کلیدی عہدوں سے برطرف کیا جائے۔ ربوہ میں ان کی حکمرانی کو عملاً ختم کیا جائے اور مسجد کے نام سے ان کو اپنے معبد بنانے سے روکا جائے۔

ٹنڈو محمد جان:

حضرت مفتی اعظم محمود صاحب کی صحت یابی کے لئے دعا۔ آج رات جامع مسجد زیر ترتیب مدرسہ عربیہ انوار القرآن محلہ نصیر آباد، ٹنڈو محمد خان میں ایک دینی اجتماع منعقد کیا گیا، جس میں حضرت مولانا محمد علی آزاد صاحب بانی و مہتمم مدرسہ مذکورہ نے ایمان افروز خطاب کیا اور حضرت مفتی اعظم کی صحتیابی کے لئے خصوصی دعائیں مانگی گئیں۔

احترام رمضان کا آرڈیننس

جمعیۃ علماء اسلام لیاری کے رہنما امیر زادہ خان سواتی نے ایک بیان میں چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر سے درخواست کی ہے کہ احترام رمضان المبارک کے آرڈیننس کا فوری طور پر اعلان فرمائیں۔ بیان میں کہا گیا ہے کہ گذشتہ برس فوجی حکومت نے جس طرح سختی کے ساتھ ملک بھر میں احترام رمضان کرادیا تھا اس سال بھی سختی کے ساتھ اس اہم ترین شعار اسلام کا احترام کرادیا جائے۔ ماہ مقدس میں دن کے وقت ہوٹلوں، پان کی دکانوں، کھانے پینے کی اشیاء کی دکانوں پر پابندی رکھی جائے۔ پورا مہینہ سینما بند رکھے جائیں اور اشیائے ضرورت کی گرانی کرنے والوں کو سخت ترین سزائیں دی جائیں۔



بقیہ: دل سے بل تک

ایک وہ ہیں جنہیں تصویر بنا آتی ہے
ایک ہم ہیں کہ لیا اپنی بھی صورت کو بگاڑ

اور آخری بات اس خبر میں یہ ہے کہ مقبرے کے ساتھ ملحق مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے تین سو روپے درکار ہوتے ہیں تو بات یہ ہے کہ جب خانہ خدا بھی دنیا والوں کی تولیت میں آجائے تو یہ اسے بھی ذریعہ روزگار بنا کر چھوڑتے ہیں ہم نے کتنی لوگوں کو اپنے بڑوں کی ہڈیوں اور ان کا ٹیکس کھاتے دیکھا ہے۔ خانہ خدا پر ٹکٹ لگا کر نہ کھائیں تو کیا کھائیں۔ غالب روزے کھا کر گزارہ کرتے مجھے کبھی کپڑے کھانے لگتے تھے ہم نے گالیاں اور غم کھانے والے بھی کئی لوگ دیکھے ہیں۔ خود اپنی بات بھی بتا دوں کہ بچپن میں ہم کتابیں کھایا کرتے تھے۔ رمضان کا مہینہ آگیا ہے بہت سے روزہ خور نظر آتے ہیں۔ چغل خور اور حرام خور تو خیر ہم کسی شخص کو نہیں کہتے۔ بہرحال اب مقبرہ جہانگیر سے ملحق مسجد میں نماز ادا کرنے کی ماہانہ فیس تین سو روپے ہے۔ نماز کے لئے تو دیدہ و دل حاضر کرنے کی ضرورت ہوتی ہے مگر یہاں درہم و دینار پیش کرنے کی ضرورت ہے۔ زمانہ ہی ایسا ہے کہ دیدہ و دل کی جگہ درہم و دینار لے رہے ہیں۔ اقبال نے کہا تھا کہ آجکل شاگرد پس از سبق ماسٹر سے یہ کہتا ہے کہ بل پیش کیجئے حالانکہ پہلے دل پیش کرنے کی بات کی جاتی تھی۔ ہر شخص جانتا ہے کہ ڈاکٹر صاحبان اب درہم و دینار کے بدلے دل لگا دیتے ہیں تو صاف ظاہر ہے کہ دل کی جگہ درہم و دینار کی ہی بات ہوگی۔

بقیہ: ہم سواد اعظم ہیں

بٹھا دیا گیا ہے۔ ان کے منہ میں وقفے وقفے سے حلوہ ٹپکایا جارہا ہے تاکہ وہ جلد از جلد ہوش میں آجائیں۔ جو کارکن ہوش میں آچکے ہیں وہ مولانا خفقانی کے گرد گھیرا ڈالے بیٹھے ہیں۔

ایک کارکن: حضرت صبح سے پولنگ پر بیٹھے ہیں مگر کوئی ووٹر ہمارے کیمپ میں پرچی کٹوانے نہیں آیا حالانکہ ہم ان کمبختوں کے گھروں کا حلوہ کھا کھا کر تھک چکے ہیں۔

مولانا خفقانی: آپ پریشان نہ ہوں ہم سواد اعظم ہیں۔ الیکشن تو بہرحال ہم جیت جائیں گے۔ اگر ایک سٹیشن پر ہار بھی جائیں تو کیا فرق پڑتا ہے۔ اکثریت تو ہمارے ساتھ ہے اکثریت تو ہمیں حلوہ ووٹ اور چندہ دیتی ہے۔ اقلیت کی فکر نہ کریں ہم سواد اعظم ہیں۔

ایک کارکن: مگر حضرت اس پولنگ پر تو ہماری بڑی دھوم دھام تھی۔ یہاں تو کوئی بھی گستاخ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نہیں رہتا مگر جو بھی آتا ہے وہ ہمارے پیٹ پر دھول رسید کرتا ہے حتی کہ ایک ووٹر تو چھری لے کر میرے پیٹ سے حلوے کی تھالیاں نکالنے چڑھ دوڑا چنانچہ میں نے بھاگ کر جان بچائی۔

مولانا خفقانی: گھبراؤ نہیں۔ جیت ہماری ہے۔ ہم سواد اعظم ہیں۔

(باہر سے مولانا ملاتی تشریف لاتے ہیں مولانا ملاتی اور مولانا خفقانی متفرقہ زاویوں پر جھک جاتے ہیں)۔

مولانا خفقانی: گھبراؤ نہیں ہمیں ایک ہزار ووٹ ملے ہیں صرف انچاس ہزار لوگوں نے ہمارے خلاف رائے دی ہے۔ دیکھا میں نہ کہتا تھا کہ ہم سواد اعظم ہیں۔

پردہ گرتا ہے۔

اپیل

جمعیۃ علمائے اسلام مملکتِ پاکستان میں اسلام کے عادلانہ نظام کی ترویج، نظام ہائے باطل کی تردید، فتنہ باطلہ کے مقابلے، فرنگی تہذیب کے قلع قمع اور اعلاء "کلمۃ الحق عند سلطان جائر" کے مقدس فریضہ کی انجام دہی میں ہمہ تن مصروف و منہمک ہے۔

جمعیۃ سے وابستہ و منسلک ہزاروں علماء و مشائخ اور لاکھوں انتھک جانباز مخلص کارکن وسائل کی کمی کے باوجود شب و روز اسلام کی عظمتِ رفتہ کی بحالی کے لیے تگ و تاز کر رہے ہیں۔ اسلام کی سربلندی اور ملکی سلامتی کے تحفظ کے لیے جمعیۃ علماء اسلام کی خدماتِ مسلّمہ ہیں تحریک بحالی جمہوریت، تحریک مقدس ختم نبوت اور تحریک نظامِ مصطفےٰ اس پر شاہد عدل ہیں۔ جمعیۃ اپنا ایک تابناک ماضی رکھتی ہے اور روشن مستقبل کے لیے کوشاں ہے، لیکن نصرتِ الٰہی کے ساتھ ساتھ وسائل و اسباب کا ہونا بھی ضروری ہے خصوصاً موجودہ دور میں۔ لہٰذا جمعیۃ کی مخلصانہ سرگرمیوں کا مربوط اور سیاسی پلیٹ فارم کو مضبوط بنانے کے لیے جمعیۃ کے بیت المال کو مستحکم بنانا ازحد ضروری ہے۔

التماس

اصحاب ثروت اور اہل خیر حضرات سے التماس ہے کہ وہ عطیات، صدقات اور خیرات کے ذریعہ بیت المال کی امداد فرمائیں۔ نیز بیت المال کیلیے

زکوٰۃ

کی فراہمی کا ہر جگہ اہتمام کر کے اس اہم فریضہ کی تکمیل کریں۔ اراکین جمعیۃ خصوصاً اس سلسلے میں تگ و دو کریں ———

(مولانا) محمد عبد اللہ درخواستی امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان
(مولانا) عبید اللہ انور امیر جمعیت علماء اسلام، پنجاب
(مولانا) محمد ایوب جان بنوری امیر جمعیۃ علماء اسلام سرحد
(مولانا) مفتی محمود ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان
(مولانا) سید محمد شاہ امروٹی امیر جمعیۃ علماء اسلام سندھ
(مولانا) عبد الواحد صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان

نوٹ: زکوٰۃ کی رقوم مولانا مفتی محمود ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پاکستان چوک رنگ محل لاہور کے نام ڈرافٹ کیجائیں